جعلتك اول النبين فی الخلق و اخرھم فی البعث

ترجمہ: میں نے آپ کو نبی بنانے میں سب سے اول اور ہدایت خلق کے لئے بھیجنے میں سب سے آخری کیا (حدیث قدسی)

معنئ ختم نبوت

از قلم:

محقق دوراں مناظر اہلسنت حضرت علامہ مفتی

عبدالمجید خان سعیدی رضوی ۔ رحیم یار خان

﴿خصوصی تعاون﴾

حافظ محمد زاہد قادری

امام و خطیب مدینہ جامع مسجد

سرے گھاٹ حیدرآباد

رابطے کے لیے

فون 0334-2611558

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جعلتک اول النبیین فی الخلق و اٰخرھم فی البعث

ترجمہ: میں نے آپ کو نبی بنانے میں سب سے اوّل اور ہدایتِ خلق کے لئے بھیجنے میں سب سے آخری کیا۔ ﴿حدیث قدسی﴾

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نبوتِ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ علامہ پروفیسر سعید احمد اسعد صاحب (آف) فیصل آباد کے رسالہ ''ختمِ نبوت'' کا نہایت متین علمی و تحقیقی ردِّ بلیغ جس میں موصوف نے بے اعتدالی سے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شانِ اوّلیت نبوت کو ختمِ نبوت کے منافی گردانا ہے۔

الموسوم بہ:

الظفر المبین بان کونہ اول النبیین لاینافی کونہ آخر النبیین

﴿صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیھم وسلم اجمعین﴾

المعروف بہ: ''معنیٔ ختم نبوت''

تالیف: محققِ دوراں مناظر اھل سنت حضرت علامہ مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی صدر مدرس و مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثِ اعظم رحیم یار خان

ناشر: مرکز اھل سنت حیدرآباد

خصوصی تعاون: امام و خطیب مدینہ جامع مسجد سرے گھاٹ مولانا حافظ محمد زاہد حسین قادری رضوی

نام کتاب — معنیٔ ختمِ نبوت

تصنیف — مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی

کمپوزنگ — اویس رضا کمپیوٹرز

مصحح — مولانا محمد جنید مدنی

تعداد — 1000

صفحات

ہدیہ

ناشر — مرکز اہل سنت حیدرآباد

فہرست

عرض ناشر

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ جل وعلا نے ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اول الخلق بنایا اور آپ کو تخلیق کرنے کے بعد نبوت کا تاج آپ کے سر پر سجایا اور بعثت آپ کی چالیس سال کی عمر میں فرمائی۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا: انا اول النبیین فی الخلق و اٰخرھم فی البعث۔ ﴿ دلائل النبوۃ ﴾ میں تخلیق کے اعتبار سے پہلا نبی ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری نبی ہوں۔

نیز ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تو فرمایا: جب ہنوز آدم آب وگل کے مرحلہ میں تھے۔

﴿ صحیح سنن ترمذی ارقم الحدیث ۳۶۰۶ ج ۳ ص ۴۸۳ قال البانی صحیح ﴾

امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کنت نبیا الخ اپنے معنیٰ حقیقی پر ہے۔

﴿ فتاوٰی رضویہ ج ۳۰ ص ۱۳۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور ﴾

اور مبتدی طلبا بھی اس قاعدہ سے واقف ہیں کہ حقیقت سے مجاز کی طرف لوٹنا جائز نہیں ہے تا وقت یہ کہ تعذر نہ پایا جائے۔ ﴿ دیکھئے عام کتب اصول فقہ ﴾

جب کہ علامہ سعید اسعد صاحب (آف) فیصل آباد فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجازی معنٰی پر ہے، نہ جانے علامہ موصوف کے پاس کون سا تعذر موجود ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا کہتے ہیں نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان کے مؤقف کی موافقت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی تصریحات سے بھی ہوتی ہے جب کہ ابھی گزرا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مذکورہ

روایت کو معنیٰ حقیقی پر محمول کرتے ہیں اگر اسے موافقت کہتے ہیں تو مخالفت کس بلا کا نام ہے۔

آپ اپنی ہی اداؤں پہ کچھ غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اہل سنت کی تاریخ بعض علماء کے تفردات سے پُر ہے اور علامہ موصوف کا یہ مسئلہ بھی تفردات کے قبیل سے ہے۔ تفرد ہونے کا بین ثبوت ان کا اس مسئلہ میں تن تنہا ہونا ہے حتیٰ کہ ان کے والد گرامی قبلہ مفتی محمد امین صاحب کی تحریر (جو کہ اس کتاب کے آخر میں چھاپ دی گئی ہے) اور ان کے دو سگے بھائی حضرت علامہ مولانا عبدالکریم سلطانی صاحب اور حضرت علامہ حبیب امجد صاحب مدظلھم کی علامہ موصوف کے مئوقف کے رد میں لکھی جانی والی کتب (نبوت خیر الوریٰ علماء اہل سنت کی نظر میں، ختم نبوت کا معنی) اس پر دال ہیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ علامہ موصوف اپنے اس تفرد کو دل ہی میں رکھتے اور کتابی شکل میں نہ لاتے تو دیابنہ ووہابیہ کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملتا۔

نوٹ: یاد رکھئے ہماری یا دیگر علماء کی طرف سے علامہ موصوف کے رد میں لکھی جانے وا کی کتابیں ردِ عمل کے قبیل سے ہیں۔

نیز یہ بھی عرض کروں گا کہ علامہ موصوف کے تفردات کا سلسلہ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کی مخالفت سے شروع ہوا (جیسا کہ حیدر آباد میں ایک جلسہ میں سوالات کی نشست کے موقع علامہ موصوف نے اپنے اس نظریہ کا اظہار کیا جس سے بالخصوص قادری حضرات اور بالعموم غوثِ اعظم سے عقیدت

رکھنے والے تمام سلاسل کے افراد کی نہایت دل آزاری ہوئی۔)

اسی طرح حرمین شریفین میں وہاں کے وہابی ائمہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے مسئلہ میں علامہ موصوف کا نرم ہونا اور نہ صرف کھلے بندوں لوگوں کی اس کی اجازت دینا بل کہ اپنے عمل کی علی الاعلان وضاحت کرنا کہ بندہ بھی ان وہابی ائمہ کی اقتدا درست سمجھتا ہے اور پڑھتا بھی ہے۔ اگر ان قضایا کو بالترتیب جمع کیا جائے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے اس کی وضاحت کی چنداں حاجت نہیں۔

عقلمند را اشارہ کافی است

اور ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ماضی قریب میں علامہ موصوف نے **نور و بشر** کے موضوع پر ایک مناظرہ آنجہانی دیوبندی مولوی امین صفدر اوکاڑوی کے ساتھ کیا تھا جس میں دیوبندی مولوی نے یہ اعتراض اٹھایا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو پہلا نبی مان لیا جائے تو عقیدۂ ختمِ نبوت خطرے میں پڑ جائے گا تو اس کے جواب میں علامہ موصوف ارشاد فرماتے ہیں:۔ دوستو بزرگو! حضرت ابوھریرۃ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا جس وقت میں آدم ہنوز روح اور جسد کے درمیان تھے۔ یعنی ان کے دل میں جان نہیں آئی تھی مصطفی اس بھی نبی تھا اور مولانا تھانوی لکھتے ہیں اور روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حدیث کو حسن کہا اور حضور تو پہلے نبی تھے اور اگر ذات موجود نہیں تھی تو نبوت کس کو ملی۔

﴿فتوحات صفدر ج ا ص 494 مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال ملتان﴾

نیز اگلی تقریر میں علامہ موصوف مولوی امین اوکاڑوی کے اعتراض کہ حدیث کنت نبیا الخ کا یہ مطلب سمجھائیں کہ حضرت اس وقت خاتم النبیین تھے تو آدم کو لے کر جتنے نبی بعد میں آئے ان کا بعد میں آنا ختمِ نبوت کے خلاف ہے یا نہیں؟ کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: آپ نے یہ تقریرِ دل پذیر فرمائی کاش آپ تھانوی صاحب کی تحریر پڑھتے تھانوی صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختمِ نبوت کے ثبوت بل کہ خود ختمِ نبوت ہی کے ثبوت کا کیا مقتضی، کیوں کہ نبوت آپ کو چالیس سال میں ملی اور چوں کہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لیے ختمِ نبوت کا حکم دیا گیا۔ سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے، مرتبہ ثبوت میں نہیں۔ جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج سے ہی ملنا لگے، مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد۔ مصطفیٰ کو ختمِ نبوت کا عہدہ اُس وقت مل چکا تھا جب آدم کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ حضور کا عہدہ بڑھ چکا تھا، حضور سے فیض چل رہا تھا، ظہور ختمِ نبوت کا سیدہ آمنہ کے بطن سے آنے کے بعد ہوا۔ حضور کی اس وقت ذات بھی تھی خاتم النبیین ہو چکا تھا، ذات بھی تھی اور صفت بھی تھی۔ (فتوحات صفدر ج ا ص 497 طبع)

کیا یہ مذہبی خودکشی کی مثال نہیں؟ آپ نے دیکھا کل تک جو اعتراضات دیابنہ و وہابیہ کی طرف سے کیے جاتے تھے اور علامہ موصوف بہ بانگِ دہل ان کا رد وابطال بہ طور ایک مناظرِ اہل سنت میدانِ مناظرہ میں کرتے تھے۔ مگر شومیٔ قسمت آج وہی اعتراضات خود علامہ موصوف اٹھا رہے ہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ موصوف کا ایک پمفلٹ ختم نبوت کا معنی)

ہم تو یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر آج کوئی دیوبندی وہابی علامہ موصوف سے یہ پوچھے کہ یہ بتایئے کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول نبی ہیں اور آپ کی اولیت سے نظریہ ختم نبوت پر اثر پڑتا ہے تو وہ کیا جواب دیں گے؟ کیا آج بھی علامہ صاحب کنت نبیا الخ والی روایت پیش کریں گے؟ کیا آج بھی وہ الزامی جواب کے طور پر نشر الطیب پیش کریں گے؟ جی نہیں بالکل نہیں کیوں کہ آج علامہ موصوف کا اس مسئلہ میں مؤقف تبدیل ہو چکا ہے۔ آج علامہ موصوف کی تحقیق یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت چالیس سال کی عمر میں غارِ حرا میں ملی۔ اس سے پہلے آپ نبی نہیں تھے۔ **الامان والحفیظ**

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے

نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

علامہ موصوف کے اس اقدام پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے، اہل سنت و جماعت پہلے ہی کیا کم ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں اس پر علامہ موصوف کی تحقیق انیق مستزاد ہے۔

بہر حال جس طرح ہر مرض کی دوا ہوتی ہے بعینہ ہر فتنہ کا تدارک بھی ہوتا ہے۔ اللہ کریم شاد و آباد رکھے مناظرِ اہل سنت قبلہ مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی صاحب کا جنہوں نے ہمیشہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے اپنا کردار بہ حسن خوبی سرانجام دیا ہے۔ اور اعلائے کلمۃ الحق کی صدا ہمیشہ بلند کی ہے نیز اپنے اور پرائے کا فرق کیے بغیر اور لومۃ لائم سے مستغنی ہو کر ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے۔

قارئین کرام جب کتاب کا مطالعہ فرمائیں گے تو انہیں بہ خوبی اندازہ ہوگا کہ حضرت نے کتنی عرق ریزی سے نفسِ مسئلہ کی نہ صرف تفہیم فرمائی ہے بل کہ علامہ موصوف کے دلائل کو

تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ثابت کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اور صحت کے ساتھ درازی عمر نصیب فرمائے اور جمیع اہل سنت کو ان کے فیوض سے، جو انہیں غزالی زماں، رازیٔ دوراں ضیغمِ اسلام حضرت علامہ سید سعید احمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا، مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

میں یہاں جماعتِ اہل سنت حیدر آباد ڈویژن کے صدر مولانا محرم دین صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں تعاون فرمایا اور گاہے گاہے اس کے بارے میں دریافت بھی فرماتے رہے اور بالخصوص درگاہ سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے چیئرمین حاجی گلشن الٰہی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ کی طرح مسلک کے فروغ کے کاموں میں اپنا حصہ ڈالا۔ اللہ کریم ان سب کی جملہ کاوشوں کو ان کے لیے آخرت میں ذخیرہ فرمائے۔

آخر میں اپنے برادرِ عزیز حافظ محمد زاہد قادری، امام وخطیب مدینہ جامع مسجد سرے گھاٹ کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں نہ صرف بھرپور تعاون فرمایا بلکہ قدم قدم پر قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔ اللہ جل شانہ حافظ صاحب کے علم وعمل میں برکتیں نصیب فرمائے اور ان کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے۔ اور اسلاف واکابرین کے فیوض سے مالا مال فرمائے۔

ناکارۂ خلائق

محمد ظفر رضوی عفی عنہ

تقریظ جلیل

حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم سندھ و بلوچستان شیخ الحدیث و الفقہ، ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ احسن البرکات حیدر آباد

کلمات بہ نیت حصولِ برکات بر معنیٰ ختمِ نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الله الملک الوہاب الجلیل ، ولی النعماء والعطاء الجزیل والصلوۃ والسلام علی حبیبه سیدنا ومولانا محمد النبی الاصیل السید النبیل مالک الحوض والکوثر والسلسبیل وخصص علی سائر الخلائق حتی الانبیاء والمرسلین فیرغب الیه الخلائق حتی الخلیل

امابعد:

فقیر بے توقیر، العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید نے، مناظرِ اہل سنت بالقابہ کا مضمونِ رفیع الشان بالآیات والبرھان دیکھا۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا کردیا۔ مولوی سعید نام کے غیر سعید بنام اسد نے جو کچھ مظنونات وھمیہ وخیالیہ اپنے باطل خیالات عوام اھل سنت میں پھیلانے کی کوشش کی ہے وہ جلد گرفت میں آگیا۔

علامہ عبدالمجید سعیدی بارک اللہ فی مجدہ نے اچھا تعاقب فرمایا اوران گنت دلائل سے ظالم کواس کے ٹھکانے تک پہنچادیا ہے۔ اکابر علمائے اہلِ سنت کے حوالوں سے ختمِ نبوت،

اولیت، آخریت کو خوب سمجھایا ہے، اس ضمن میں خلیلِ ملت علامہ مفتی محمد خلیل خاں نور اللہ مرقدہ اپنی کتاب عقائدالاسلام میں فرماتے ہیں انبیاء کرام میں فضائل وکمالات، مراتب ومقامات، معجزات وکرامات میں سب سے افضل ذاتِ پاک مصطفیٰ ہمارے آقا ومولا سید المرسلین ﷺ ہیں (ص ۱۷) اور فرماتے ہیں سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور اکرم ﷺ کو ملا، روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا، حضور نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور ﷺ کے امتی، سب نے اپنے عہد میں حضور کی نیابت میں کام کیا ۔(ص ۱۴۱) اور فرمایا: حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسریٰ تمام انبیاء ومرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روزِ نشور ہوگا، جب حضور کے زیرِ لوا آدم ومن سوا، کافہ رسل وانبیاء ہوں گے، صلوٰت اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ وعلیھم اجمعین (تجلی الیقین) عقائد اسلام ص ۱۴۲)

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہو معنیٔ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

قصیدۂ معراج میں امام ارشاد فرماتے ہیں:

کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو، تم اوّل و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو، کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

پروفیسر اسد کی ذہنی ہم آہنگی کا راز تو اسی روز کھل گیا تھا، کہ جب پروفیسر اسد نے اہل سنت پر الزامات عائد کیے اور الزام لگایا کہ بریلوی لوگ (معاذاللہ) امام احمد رضا کو نبی سے ملا

دیتے ہیں، یہ اس علمی اور غیر علمی دنیا کا سب سے بڑا بہتان ہے۔ اس کی سزا پروفیسر اسد کو اس شکل میں ملی ہے کہ وہ فاتر العقل ہو کر، سید المرسلین نبی الانبیاء، اول و آخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات وصفات پر حملہ کرنے میں ملوث ہو گیا۔

یہ فقیر بے توقیر عرض کرتا ہے کہ اس فقیر کو ایسے کئی عالم یاد ہیں، جنہوں نے امام احمد رضا کی ذات کو نشان طعنہ بنایا اور اس صدمہ میں ان کے ایمان کے لالے پڑ گئے اور ان کے اپنوں نے ان کو ذلیل و خوار ہوتے ہوئے دیکھا۔

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

مفتی عبدالمجید سعیدی صاحب لائقِ تحسین ہیں کہ انہوں نے بروقت اس کا جواب عطا فرما کر ایک فتنے کی سرکوبی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ بہ طفیل مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ ان کے قلم کو مزید قوت و استقامت عطا فرمائے۔

حررہ

العبد القادری ابوحماد احمد میاں برکاتی غفرہ اللہ الحمید

خادم الحدیث النبوی شریف

دار العلوم احسن البرکات، شارع مفتی محمد خلیل، حیدر آباد

تقریظ

مناظرِ اہل سنت حضرت علامہ مولانا مظفر حسین شاہ

صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خالقِ بحر و بر کا یہ خاص کرم رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات، انکے جملہ بنیادی ارشادات اور اصولِ دین کی جامع تشریحات جو ان نفوسِ قدسیہ کی ذواتِ مقدسہ سے صادر ہوئیں جو کہ اصل دین قرار پائیں، کہ تحفظ و بقا کا یہ عظیم و مقدس منصب حضراتِ علماء ربانیین کو تفویض ہوا۔ اور پھر جماعت علماء نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے اپنا کردار اللہ کے فضل سے خوب ادا کیا۔ وسائل کی کمی، مادی اسباب کا فقدان، حالات و معاملات کے پیچ وخم انکے پائے استقامت کو متزلزل نہ کر سکے۔ حق یہ ہے کہ لا یخافون لومۃ لائم کا جملہ رب القدوس نے انہی ہستیوں سے متعلق فرمایا۔

اور پھر اسلامی معتقدات کا عطر اہلِ سنت و جماعت کے عقائد ونظریات میں ظاہر ہوا۔ اور عقائدِ اہل سنت ہی تعلیماتِ انبیاء کا سرچشمہ بنے۔ اور علماء اہل سنت ہی نے ان اسلامی معتقدات ونظریات کے ایک ایک جزء کے تحفظ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر حفاظت کی، اور ان معتقدات ونظریات جو جو مستند تسلسل سے ثابت تھے جنکا ایک سرا جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزم سے اور دوسرا سرا آج کے مسلمان سے سینے سے ملا ہوا تھا، کے تحفظ میں زندگیاں گزار دیں۔

حضور قبلہ شیخ الحدیث و التفسیر استاد الاساتذہ زبدۃ المحققین مفتی عبدالمجید سعیدی رضوی دامت بر کاتھم ان ہی علماء ربانیین کے تسلسل کا ایک سلسلہ ہیں۔ جو اپنی تمام گراں قدر تصانیفِ مقدسہ میں سوادِ اعظم کی اصل امانت کا تحفظ کرتے نظر آتے ہیں ۔ شیخ الحدیث صاحب کا اپنے معاصرین میں واضح اور روشن مقام ہے آپکی تحریر صرف اکابر اہل سنت کے تفویض کردہ عقائد کو ذکر کرتے ہی نظر نہیں آتی بلکہ امتیازی مقام یہ ہے کہ تشریحات وطرزِ بیان بھی اکابر اہلِ سنت ہی کا ہوتا ہے۔

اس حقیر نے جو وقت حضرت کی خدمت میں گزارا اس کو اپنے لیے ذخیرۂ دنیا و آخرت یقین کرتا ہے اور اپنی کم علمی کا مکمل اعتراف بھی کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھ ہیچمداں کی کہاں اہلیت کہ اس مبارک رسالہ پر کچھ لکھے، وہ تو قاری پر خود مطالعہ کرنے پر روشن ہو جائے گا۔ بس حکم تھا جس کی تعمیل میں کچھ باتیں ذکر کیں۔ قارئین کو چاہیے کہ مفتی صاحب کی جملہ کتابیں حاصل کر کے مطالعہ کریں اور خود کے اور دوسروں کے عقائد کی حفاظت کریں۔ مثلاً مصباحِ سنت، بجواب راہِ سنت، مسئلہ رفع یدین، اہل حدیث کا مذہب، علم النبی، تحقیق نسخ رفع یدین اور دیگر کتابیں جو حضرت کی تحقیق کا شاہکار ہیں ان کو خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

اللہ رب العزت حضور قبلہ شیخ الحدیث کا سایہ چرخِ اہل سنت پر تادیر قائم رکھے اور ہم تمام کو اس علمی ورثہ کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

احقر العباد

ابو حفص سید مظفر شاہ اختر القادری

تقریظ جلیل

استاذ العلماء فاضل جلیل عالم با عمل شیخ الفقہ

حضرت علامہ صوفی رضا محمد عباسی قادری صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

سابق شیخ الفقہ دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

سندھ۔ خطیب جامع مسجد مصری شاہ حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

حدیث شریف: وعن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متی وجبت لک النبوۃ قال و ادم بین الروح والجسد

﴿ترمذی شریف، مشکوٰۃ﴾

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا فرمایا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے منصبِ نبوت پر ملائکہ وارواح انبیاء علیہم السلام کے مفیض و مربّی اور بالفعل نبی تھے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

ہم پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر میں۔

معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اول بھی اور آخری بھی یہی جمہور اہلِ سنت واہل اسلام کا عقیدہ ہے اسی پر قدیم ائمہ اسلام کی تصریحات موجود ہیں۔

العبد المذنب رضا محمد عفی عنہ

سابق شیخ الفقہ ومدرس دار العلوم احسن البرکات وسابق ڈسٹرکٹ خطیب محکمہ اوقاف ضلع حیدر آباد سندھ۔

ابوامجد صوفی رضا محمد عباسی قادری

امام وخطیب جامع مسجد

مصری شاہ محلہ نمبر 3 مکھی باغ حیدرآباد، سندھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اما بعد:

حدیث شریف: وعن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متیٰ وجبت لک النبوۃ

قال و آدم بین الروح والجسد۔ ترمذی الف مشکوٰۃ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے

نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلا منصب نبوت پا

ملائکہ وارواح انبیاء علیہم السلام کے مفیض وہری اور بالفعل نبی تھے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

(میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے اور بعثت میں سب کے آخر میں)

معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوّل بھی اور آخری بھی نبی ہیں۔ جمہور اہلسنت اہل اسلام کا

عقیدہ ہے اسی پر قرآن اسلام کی تصریحات موجود ہیں

العبد المکذ نب رضا محمد عفی عنہ سابق

شیخ الفقہ ومدرس دار العلوم احسن البرکات وسابق

ڈسٹرکٹ خطیب محکمہ اوقاف ضلع حیدرآباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:۔ سنی اسٹیج کے مشہور مناظر جناب پروفیسر علامہ سعید احمد اسعد صاحب ﴿آف﴾ فیصل آباد نے ''ختمِ نبوت'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھ کر چھپوایا اور عوام میں پھیلایا ہے جس کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحیٔ غار حرا سے پہلے (معاذ اللہ) نبی نہیں تھے۔''

دلیل یہ پیش کی ہے کہ بکثرت احادیث میں ہے کہ ''اول الانبیاء آدم علیہ السلام و آخرھم محمد'' صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نیز قرآن نے آپ کو'' خاتم النبیین'' کہا ہے جب کہ خاتم النبیین بہ معنی آخر النبیین اور ختمِ نبوت کا معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبوت سب سے آخر میں ملی اور یہ اجماعی معنی ہے۔ جس کا منکر، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اور اس پر موصوف نے اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل اور علامہ اچھروی صاحب وغیرھم رحہم اللہ کی ختمِ نبوت کے بیان کی کچھ عبارات بھی پیش کی ہیں جن میں یہ صراحتیں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبوت سب نبیوں کے بعد ملی اور جب سے آپ کو نبوت ملی کسی اور کو ملنا محال ہے۔ اگر حضور اول النبیین ہوں تو آخر النبیین نہیں ہو سکتے آخر النبیین ہوں تو اول النبیین نہیں ہو سکتے۔ الغرض آپ علیہ السلام کو اول النبیین ماننے سے ختمِ نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اور یہ بالکل مرزا قادیانی وغیرہ کی ختمِ نبوت کے انکار کی غلطی جیسی غلطی ہے اور اسی کی طرح اپنا بیڑا غرق کرنے کے مترادف ہے۔

پھر آخر میں موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے متعلق یہ کہنا کہ سعید اسعد ا۔ نبی اقدس

ﷺ کی نبوت کا منکر ہو گیا ہے نیز ۲۔ سعید اسعد وہابی ہو گیا ہے اور ۳۔ نبی اقدس علیہ السلام کو نزولِ وحی تک بالکل اپنے جیسا عام انسان سمجھتا ہے۔

ان کے مخالفین حضرات کا غلط پروپیگنڈا ہے جو اپنی نیکیاں اس ''گنہ گار'' کو دے کر اس کا بوجھ ہلکا کر رہے ہیں۔

نیز اختتام پر دستخط سے پہلے اپنے لیے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں۔ ''چوکیدار عظمتِ حبیبِ خدا'' جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ موصوف اپنے مئوقف کو عین اہلِ سنت کا مئوقف اور اپنے اس اقدام کو کارِ ثواب بل کہ فرض کی ادائیگی اور قائلین کو مجرم قرار دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں موصوف نے بالمشافہ زبانی طور پر یہ بھی کہا ہے کہ حضور کو امام الانبیاء کہنا تو درست اور سمجھ میں آتا ہے مگر آپ کو نبی الانبیاء کہنا غلط اور سمجھ سے باہر ہے۔ (والعیاذ باللہ)

رسالہ کی کاپی روانہ ہے پہلی فرصت میں جواب دے کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام

سائلین

۱۔ محمد رضاء الحسنی امام وخطیب جامع ذوالفقار مسجد جیل روڈ حیدرآباد

۲۔ حافظ محمد زاہد قادری امام وخطیب جامع مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد

۳۔ حافظ مقبول حسین اختر القادری امام وخطیب جامع بلال مسجد گئوشالہ حیدرآباد

۴۔ محمد ظفر رضوی مہتمم ونگران اُویس رضا لائبریری لطیف آباد حیدرآباد

الجواب و بالله توفیق و التسدید

بسم الله الرحمن الرحیم الحمدلله و کفیٰ والصلوة و السلام علیٰ حبیبه المصطفیٰ الذی جعل اوّل النبیین فی الخلق و آخرهم بعثاً۔ وعلی اله النقی و صحبه التقی و تبعه و علینا معهم الی یوم الجزاء

وہ تمام باتیں جو پیش کردہ رسالہ کے حوالہ سے سوال میں لکھی ہیں، واقعی اس میں موجود ہیں۔

جواباً گزارش ہے کہ

اوّلا ﴿انکار اولیت نبوت عقیدۂ اہل سنت نہیں﴾

چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے حضور سیّد العلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حقیقی معنیٰ میں نبوّت سے متصف و موصوف نہ ماننا، اہلِ سنّت کا عقیدہ نہیں۔

ماضی بعید میں یہ عقیدہ مشہور گمراہ فرقہ کرّامیہ کے متقشفہ قسم کے لوگوں (سرپھروں) کا تھا۔ جب کہ ماضی قریب اور زمانۂ حال یہ نظریہ مشہور منکرِ حدیث غلام احمد پرویز نیز طرزِ جدید کے غیر مقلد وہابی ابوالاعلیٰ مودودی اور کچھ عمائدین وہابیہ دیوبند اور ان کے متبعین کا ہے۔

ملاحظہ ہو ﴿التمہید للامام السالمی مترجم از دو از قلم خلیفۂ اعلیٰ حضرت سیّد ابوالبرکات صاحب طبع لاہور، ختمِ نبوت اور تحریک احمدیت صفحہ ۳۵ مئولفہ پرویز طبع طلوع اسلام لاہور، سیرتِ سرورِ عالم ج ۳ صفحہ ۱۳۶ مئولفہ مودودی طبع ترجمان القرآن لاہور، ارشاد القاری صفحہ ۸۹ مئولفہ مفتی رشید دیوبندی طبع کراچی، راہِ ہدایت صفحہ ۱۰۱ مئولفہ سرفراز گکھڑوی دیوبندی طبع گجراں والا نیز تتمہ تحقیقات صفحہ ۳۶۵ از ابن مصنف تحقیقات﴾

عبارات اور تفصیلات کے لئے دیکھئے مقدمہ و باب ہفتم تنبیہات

لہٰذا علامہ سعید اسعد صاحب یہ نظریہ اپنا کر واقعۃً وہابیوں اور پرویزیوں کی روش پر چل چکے ہیں جسے ان کا اپنے مخالفین کا غلط پروپیگنڈا کہنا بذاتِ خود غلط پروپیگنڈا ہے۔ ورنہ وہ اتنا بتا دیں کہ انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کی نبوت کی شانِ اوّلیت کے خلاف یہ رسالہ کیوں وضع کیا اور بیٹھے بیٹھے وہابیہ کی بولی بولنے لگ جانے کی وجہ کیا ہے اور وہ بھی عمر کے آخری پینڈے میں جس میں ایمان والے کو اپنا ایمان سنبھالنے کی فکر زیادہ ہو جاتی ہے اور ہونی چاہیے؟؟؟۔

ثانیاً﴿ شانِ اوّلیت نبوّت کو منافئی ختمِ نبوّت کہنا تکفیرِ قائلین کے مترادف ھے﴾:۔

علامہ سعید اسعد صاحب نے حضورِ اقدس ﷺ کی نبوت کی شانِ اوّلیت کو ختمِ نبوت کے منافی اور قائلین کو مرزا قادیانی دجّال وغیرہ جیسا مجرم کہہ کر قرآن مجید کی ان سب آیاتِ مقدسہ اور ان تمام احادیثِ مبارکہ کو کفریہ مضامین سے بھرا ہوا قرار دے دیا ہے جن میں اس مسئلہ کا بیان ہے۔ اس طرح انہوں نے دورِ اوّل سے لے کر آج تک کے ﴿ان صحابہ و تابعین و اتباع کرام سمیت بعد کے﴾ ان ہزاروں ائمہ شان و علماے اسلام کو معاذ اللہ کافر کہہ دیا ہے جو حضور کی نبوت کی شان اولیت کے راوی اور قائل تھے اور ہیں۔

بل کہ (خاکم بہ دہن) موصوف کا یہ فتوی حضور سید العالمین ﷺ بل کہ خود ذاتِ ربّ العالمین جلّ شانہ تک بھی جا پہنچا کہ انہوں نے ہی تو یہ عقیدہ مرحمت فرمایا۔

وقال ولنعم ماقاله اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اشراک بمذہبے کہ تا حق بہ رسد

مذہب معلوم وصاحب مذہب معلوم

جب کہ قائلین میں موصوف کی مسلَّم شخصیات بھی شامل ہیں جیسے امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی احمد یار خان، حضرت شیخ الحدیث وغیرہم رحمھم اللہ نیز مولانا کے والد گرامی مدظلہ حوالہ جات آئندہ سطور میں آ رہے ہیں۔

پس انہیں اپنا بزرگ ماننے کی وساطت سے موصوف اپنے اس فتویٰ کی زد میں خود بھی آ گئے اور وہ بہ قلم خود وہی قرار پائے جو دوسروں کو بنانا چاہتے تھے۔ لہٰذا ''حق بہ صاحب حق برسید'' اور ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا'' نیز ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

ثالثاً ﴿ شانِ اوّلیت نبوّت کو ختمِ نبوّت کے منافی کہنا ظلمِ عظیم ہے ﴾:۔

علامہ سعید اسعد صاحب کا سیدِ عالم ﷺ کی نبوت کی شان اولیت کو ختمِ نبوت کے منافی کہنا نہایت درجہ غلط اور قائلین کو قادیانیت اور نانوتویت جیسا جرم قرار دینا قطعاً بے جا اور سراسر ظلم اور سخت زیادتی ہے کیوں کہ قائلین میں سے کوئی بھی بہ فضلہ تعالیٰ ختمِ نبوت کا منکر نہیں ہے بل کہ وہ اسے ضروریاتِ دین سے اور اس کے منکرین بل کہ شاکین کو بھی کافر بل کہ جو ان کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

رابعاً﴿شان اولیت نبوّت کو ختمِ نبوّت کے منافی سمجھنا جہالت یا تجاہل ہے﴾:۔

جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اول النبیین ہونا آپ کے آخر النبیین اور ﷺ تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ ہونا اسی عالمِ دنیا کا مسئلہ ہے۔

کچھ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہاں دو امور ہیں:۔

ا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبوت سے متصف وموصوف کیا جانا اور ۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیا میں ہدایتِ خلق کے لئے بھیجا اور مبعوث فرمایا جانا۔

تو جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبوت سے متصف کئے جانے کا تعلق ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت روح اللہ کلمۃ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک دیگر تمام انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کو بھی اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنا نبی قرار دے کر ان سے فرما دیا تھا کہ یہ ابھی سے طے ہو گیا کہ تم سب میرے نبی ہو۔ میں تمہیں عالمِ دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجوں گا لہٰذا پختہ عہد کرو کہ اس مرحلہ میں تم اس ذمہ داری کو خوب نبھاؤ گے جس کا سب نے اقرار کرتے ہوئے قبول کیا۔

نیز دنیا میں ان کے بھیجے جانے کی ترتیب کا فیصلہ بھی اسی جہان کا ہے کہ عالمِ دنیا میں سب سے پہلے ابو البشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب کے ان سب کے آخر میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا جائے گا۔

اور اس امر میں سیدِ عالم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام یں ایک فرق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جہان میں تخلیق ابو البشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نبوت سے متصف فرمایا گیا جب کہ دیگر

حضرات علیہم السلام کو تخلیقِ آدم علیہ السلام کے بعد نبی قرار دیا گیا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور پر ایمان لانے کو ان کے نبی بنائے جانے کے لئے شرط قرار دیا گیا جس پر انہوں نے فوری عمل کیا اور اس پر قائم رہنے کا عہد کیا۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ دلائل شرعیہ کی بنیاد پر اکابر ائمہ شان کے جمِ غفیر کی تصریحات کے مطابق اُس جہان میں بھی اِس جہان والوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بھی عمل میں لائی گئی جب کہ دیگر حضرات کی بعثتیں صرف عالمِ دنیا میں وقوع میں آئیں۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی الانبیاء والرسل ہونے اور انبیاء کرام کے حضور کے امتی ہونے کا حقیقت ثابتہ ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

اس سب کی مکمل با حوالہ تفصیل مع مالہ و ما علیہ تنبیہات باب سوم میں کر دی گئی ہے۔ اسے اُدھر ہی ملاحظہ کر لیا جائے کہ اعادہ باعثِ طوالت ہے۔

بہرحال اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سمیت ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی بنائے جانے (نبوت سے متصف کئے اور نبی قرار دئے جانے) کا معاملہ الگ اور اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے جانے اور بھیجے جانے کا امر علیحدہ چیز ہے یعنی نبی انہیں پہلے بنایا گیا اور بھیجا بعد میں گیا۔

پس جب تک دنیا میں ان کی بعثتیں نہ ہوئی وہ صرف "نبی" تھے، جب بعثتیں ہوئیں تو وہ "نبی مبعوث" قرار پائے لہٰذا بعثت قطعی طور پر خارج از بحث ہے، اصل مبحث فیہ نفسِ نبوّت اور نبوت سے متصف کئے جانے کا امر ہی ہے۔

بناءً علیہ حضور کی نبوت کی شانِ اوّلیت کا ختمِ نبوت کے منافی ہونا اس وقت لازم آتا کہ جب

آپ کی اس دنیا میں انسانوں کی طرف بعثت سب سے اول یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے مانی جاتی۔ پس جب ایسا نہیں ہے تو اس سے ختمِ نبوت کو اولیت نبوت (اور بالعکس) کے منافی سمجھنے کا صریحاً باطل ہونا واضح ہوا۔

خاتم النبیین بہ معنیٰ آخر الانبیاء المبعوثین ہے:۔ پس حسبِ تفصیل بالا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معنیٰ آپ کو سب سے آخر میں نفس نبوت کا عطا کیا جانا یا نبی قرار دیا جانا نہیں بل کہ آپ کا سب کے آخر میں مبعوث کیا جانا (اور آخر البعثۃ ہونا) ہی ہے جسے بعثت، رسالت اور ارسال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کہ آپ نبی پہلے سے تھے بھیجے سب سے آخر میں گئے۔

اس کی مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم السلام اب بھی حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ زندہ موجود اور بہ معنیٰ حقیقی نبی ہیں جن میں سے حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام کی تو علماء کے جمِّ غفیر کے حسبِ تحقیق تا حال ان کی وفات نہیں ہوئی اور حیاتِ دنیویہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

نیز حضرت سیدنا روح اللہ علیہ السلام کا بہ حیات دنیویہ زندہ ہونا قطعی امر اور دورِ آخر میں آسمان سے زمین پر آپ کے تشریف لانے کا مسئلہ اسلام کے بنیادی عقائد کا حصہ ہے۔ تو اگر خاتم النبیین بہ معنیٰ آخر البعثۃ نہ لیا جائے تو دیگر انبیاء علیہم السلام کا وجود بھی ختمِ نبوت کے منافی قرار پائے گا جو صحیح نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جملہ اکابر اُمت نے آیت خاتم النبیین کے تحت حضرت روح اللہ علیہ السلام کی

تشریف آوری کے ختم نبوت کے منافی نہ ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ نبی تو ہوں گے لیکن بہ حیثیت ''نبی مبعوث'' نہیں آئیں گے یعنی ان کا آنا تو ہوگا لیکن بعثت نہ ہوگی بل کہ وہ حضور کی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی کا پرچار کریں گے بناءً علیہ خاتم النبیین بہ معنیٰ آخر البعثۃ ہونا متفق علیہ امر ہوا جب کہ یہ بھی انتہائی قطعی امر ہے کہ سب سے آخر میں بعثت صرف اور صرف ہمارے حضور کی ہوئی۔ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم و بہ علیہم و سلم اجمعین

اب لیجیے ان دونوں امور پر سلف کی تصریحات کہ دیگر انبیاء علیہم السلام اب بھی نبی ہیں نیز یہ کہ خاتم النبیین بہ معنیٰ آخر البعثۃ ہے۔

تمام انبیاء علیهم السلام اب بھی نبی ہیں :۔ چناں چہ علامہ آلوسی بغدادی حنفی علیہ الرحمۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی بحث میں ناقلاً لکھتے ہیں: انه علیه السلام حین ینزل باق علی نبوته السابقة لم یعزل عنها بحال لکنه لا یتعبد بها تفسخها فی حقه و حق غیره و تکلیفه باحکام هذه الشریعة اصلاً و فرعاً الخ

یعنی آپ علیہ السلام زمین پر نزول کے وقت بھی حسب سابق نبی ہوں گے قطعی طور پر نبوت سے معزول نہیں ہوں گے البتہ اپنی شریعت کی پابند ہونے کی بجائے ہر حوالہ سے حضور ہی کی شریعت کے پابند ہوں گے اسی طرح کوئی اور بھی آپ کی شریعت کا پابند نہیں ہوگا کیوں کہ آپ کی شریعت منسوخ ہو چکی اور اس کا زمانہ گزر چکا ہے۔

ملاحظہ ہو ﴿روح المعانی ج ۱۳ پ ۲۲ ص ۳۵ طبع ملتان بہ حوالہ هدية المريد

لجوھرۃ التوحید لشیخ الاسلام ابراھیم اللقانی قدس سرہ النورانی﴾

نیز ارقام فرماتے ہیں: "لا یبقی لہ وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان لہ قبل الرفع فھو علیہ السلام نبی رسول قبل الرفع و فی السماء و بعد النزول و بعد الموت ایضا۔ وبقاء النبوۃ و الرسالۃ بعد الموت فی حقہ و فی حق غیرہ من الانبیاء و المرسلین علیھم السلام حقیقۃ مما ذھب الیہ غیر واحد فان المتصف بھما و کذا بالایمان ھو الروح"۔

یعنی آپ کا صرف وحی الٰہی کی تبلیغ کا وصف غیر باقی ہوگا ورنہ آپ نزول اور وفات کے بعد بھی اسی طرح نبی و رسول ہوں گے جس طرح آسمان پر تشریف لے جانے سے پہلے نبی تھے اور اس وقت آسمان پر نبی ہیں۔ دیگر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بارے میں بھی بے شمار علماء شان کی تصریحات کے مطابق یہی تفصیل ہے کہ وہ اپنی وفیات کے بعد بھی اب بھی بہ معنیٰ حقیقی نبی و رسول ہیں کیوں کہ نبوت و رسالت، دراصل روح کے اوصاف ہیں جیسے ایمان روح کی صفت ہے ﴿پس جس طرح وفات سے ایمان ختم نہیں ہو جاتا اسی طرح نبوت و رسالت بھی ختم نہیں ہو جاتیں﴾

ملاحظہ ہو ﴿پ روح المعانی جلد و صفحہ و طبع مذکور﴾

قدوۃ الصوفیاء فاتح قادیانیت، قاطع مرزائیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کلمۃ اللہ علیہ السلام کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:۔

"ان کی نبوت گو کہ دائمی ہے مگر خاتم النبیین کو منافی نہیں۔"

ملاحظہ ہو ﴿سیف چشتیائی ص ۱۸ طبع گولڑہ شریف ۱۹۸۱ء / ۱۴۰۲ھ﴾

نیز رقم طراز ہیں :۔ ''اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی نسبت سے کہا جاتا ہے کہ نبوت و رسالت کے لئے دو رخ ہیں ۔ یا یوں کہو بطون وظہور ہے ۔ بطون ، عبارت ہے اخذ کرنے فیضان سے من جانب اللہ جس کو خدا کے ہاں مقربین سے ہونا لازم غیر منفک ہے ۔ اور ظہار عبارت ہے توجہ الی الخلق سے ۔ یعنی تبلیغ شرائع واحکام کی (الیٰ) الحاصل بطون نبوت مع لازم اپنے کے جو قرب ہے کبھی انبیاء ورسل سے زائل نہیں ہوتا بہ خلاف ظہور نبوت و تبلیغ شرائع اپنے کے کہ یہ محدود ہے تا ظہور نبوت ، نبی لاحق کے ۔ اور نبوت ورسالت انبیاء سابقہ کا بطون گو کہ دائی ہے مگر چوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ان کو ملا ہے ۔ لہٰذا خاتم النبیین کی مہر کو اگر سارے انبیاء دنیا میں آپ کے بعد آجائیں تو بھی نہیں توڑ سکتے ۔ اور یہی مطلب ہے قاضی بیضاوی کا اس قول سے کہ مع انہ آخر من نبئی''

ملاحظہ ہو سیف چشتیائی ص ۲۳ طبع مذکور

خاتم النّبیین بہ معنیٰ آخر البعثۃ پر تصریحات علماء شان :۔

امام علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی (متوفّی ۱۰۶۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے منافئ ختمِ نبوت نہ ہونے کی توجیہ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

''فلاینافی کونہ خاتم للنبیاء علی معنی انہ آخر ہم بعثہ''

نیز فرماتے ہیں : ''بان یبلغ مایبلغہ من الوحی وانما یحکم بما یلقی عن نبینا''

یعنی ان کی تشریف آوری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں کیوں کہ وہ آخر میں ضرور آئیں گے مگر آخر البعثۃ اور وحی جدید کے مبلغ ہونے کی حیثیت سے نہیں بل کہ

ہمارے نبی ﷺ کی ہدایات کے پابند اور آپ کی شریعت کے مروّج ہونے کی حیثیت سے آئیں گے۔

ملاحظہ ہو﴿حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی ج ۷ ص ۴۹۵ طبع بیروت﴾

نیز امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد ملّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

''محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا محال و باطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان ہے و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

ملاحظہ ہو﴿رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ مشمولہ فتاوٰی رضویہ شریف ج ۳۰ ص ۶۳۰ طبع رضا فاؤنڈیشن﴾

نوٹ :۔ واضح رہے کہ علامہ سعید اسد صاحب نے عبارت ھذا خود بھی نقل کی ہے بل کہ اسی سے استناد کرتے ہوئے اپنے پیشِ نظر رسالہ کا آغاز بھی اسی سے کیا ہے۔

ملاحظہ ہو﴿ختم نبوت ص ۳﴾

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

عنوان بالا کے بعض دیگر دلائل :۔ علاوہ ازیں وہ تمام آیات واحادیث اور اقوال اجلّہ امت (صحابہ وتابعین واتباع کرام وائمہ وعلماء شان) علیہم الرحمۃ والرضوان بھی ہمارے اس موقف کی دلیل ہیں جن میں حضرات انبیاء و رسل کرام بالخصوص حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی شانِ ظہورِ نبوّت کو بعثت نیز ارسال و رسالت کے نام سے یاد کیا گیا ہے یعنی ان میں یہ مذکور ہے کہ انہیں اور آپ کو مبعوث و

مرسل بنایا گیا جو مسئلہ ھذا میں علامہ سعید اسد صاحب کے اصل پیشرووں اور مشیروں (مصنف تحقیقات وغیرہ) کو بھی تسلیم ہے جن کی بعض مثالیں حسبِ ذیل ہیں:۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین "یعنی لوگوں میں جب نظریاتی اختلاف رونما ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا کہ وہ مبشر و منذر بن کر تبشیر اور انذار کا فریضہ سرانجام دیں۔ ﴿پ ۲ البقرہ ۲۱۳﴾

نیز "ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا" یعنی یہ بات بالکل پکی ہے کہ ہم نے ہر امت میں کسی نہ کسی رسول کو مبعوث فرمایا۔

خصوصاً سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے: "اذ بعث فیھم رسولا" نیز "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا" دونوں کا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے امیین وغیرھم میں حضور کو مبعوث فرمایا ﴿پ ۴ آل عمران ۶۴ پ ۲۸ الجمعہ ۲﴾

نیز "ربنا وابعث فیھم رسولا" یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں عرض کی: مالک! انہیں سمجھانے کے لئے ان میں کعبہ کو بسانے والے بڑی عظمت والے پیغمبر کو مبعوث فرمائیو۔ ﴿پ ۱ البقرہ ۲۹﴾

نیز صحیحین کی ذکرِ معراج شریف کی متفق علیہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام پر میرا گزر ہوا تو وہ رونے لگ گئے۔ ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: "ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنۃ من امتہ اکثر من یدخلھا من امتی" یعنی حضور پر رشک کی وجہ سے روتا ہوں کہ آپ کو دنیوی عمر بہت کم دی گئی اور

ہمارے بعد مبعوث فرمائے گئے بایں ہمہ ان کی جنت آشیاں بننے والی امت میری امت سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ عربی ص ۵۲۷ متفق علیہ عن انس رضی اللہ عنہ

* نیز خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہی: مکہ میں ایک پتھر ہے جسے میں اب بھی پہچانتا ہوں جس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ۔ "کان یسلم علیَ قبل ان ابعث" ابھی میں مبعوث نہیں کیا گیا، میرا جب بھی اس سے گزر ہوتا تو وہ مجھے سلام کرتا تھا۔

ملاحظہ ہو صحیح مسلم ج۱ ص ۲۰۳ طبع کراچی، ترمذی ج۱ ص، مشکوٰۃ ص ۵۲۴ بہ حوالہ صحیح مسلم، الخصائص الکبریٰ ج۱ ص ۹۸ بہ حوالہ طیالسی، ترمذی بیہقی، مسلم۔ نیز الوفاء لابن جوزی ص ۱۶۱، سیرت حلبیہ ج۱ ص ۲۲۳، سیرت دحلانیہ برھامش حلبیہ ج۱ ص ۵۳، بہ روایۃ

* نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاربعین سنۃ"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف میں مبعوث فرمائے گئے۔

مشکوٰۃ ص ۵۲۱ بہ حوالہ صحیحین

تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۳۷۸ میں آیت و اذ اخذ اللہ کے تحت لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا اسے حکم دیا کہ اگر اس کے زمانہ میں حضور مبعوث ہو جائیں تو وہ اور ان کی امت آپ پر ایمان لانے اور آپ کا ساتھ دینے کی پابند ہوں گے۔ ما بعث اللہ نبیا من الانبیاء الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ

* نیز اصحابِ سیر و محدثین نے اس کے لئے "باب المبعث" وغیرہ کے عنوان قائم کئے ہیں۔

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ، نیز البدایہ والنھایہ ج ۲ ص ۱۷۱ ۔

* نیز ملاحظہ ہو علامہ سعید اسعد صاحب کے پیش رو کی کتاب تحقیقات ص ۱۴۵ ۔

۱۳۱ ، قول ابن عباس رضی اللہ عنھما بہ حوالہ مشکوٰۃ و مستدرک ، و سیر ذھبی ص ۱۴۳ قول ابن البراء بہ حوالہ الوفاء ص ۳۶۲ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہ حوالہ ازالۃ الخفاء ص ۱۴۴ قول صاحب مغازی ابن اسحٰق تابعی بہ حوالہ السیرۃ النبویۃ ج ۱ ص ۲۴۹ ۔

نیز امام حاکم ، علامہ قرطبی ، علامہ ماوردی ، علامہ ابن العربی مالکی ، ولامہ فاسی ، علامہ برزنجی ، علامہ ابن کثیر ، امام رازی ، امام نووی ، صاحب مشکوٰۃ ، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور مفتی احمد یار خان نعیمی وغیرھم رحمۃ اللہ علیہم ، ان سب حضرات نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بہ عمر چالیس سال مرسل اور مبعوث فرمائے جانے کے لفظ استعمال کئے ہیں۔

ملاحظہ ہو (تحقیقات ص: ۱۳۱ ، ۱۳۸ ، ۱۴۴ ، ۱۴۶ ، ۴۷ ، ۴ ، ۱۵۷ ، ۳۶۶ ، ۱۳ ، ۶۸ ، ۷ ، ۳۴۷ ، ۳۸۶ ، ۳۸۹ ، ۳۹۰ ، ۳۹۴ ، ۳۹۷ وغیرھا)

خلاصہ یہ کہ ختمِ نبوت کا مطلب آخر میں نفس نبوت کا عطا کیا جانا نہیں بل کہ آخر البعثۃ ہونا ہی ہے اگر اسے اس معنیٰ میں نہ لیا جائے اور اس کا معنیٰ آخر میں نفس نبوت کا دیا جانا کیا جائے تو اس سے ان تمام آیات و احادیث نیز ائمہ شان کی تصریحات کا انکار لازم آئے گا جن میں حضرات انبیاء کرام ، بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے نبی بنائے جانے یا نبی قرار دیے جانے کا ذکر ہے جن کی تفصیل گذر چکی۔

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ بعثت کا معنیٰ نفس نبوت کا عطاء کرنا نہیں بل کہ وہ بھیجنے کے مفہوم کو ادا کرتا ہے

معنئی بعثت:۔ فاقول و باللہ التوفیق: بعثت کا معنیٰ شانِ اظہارِ نبوت کے ساتھ نبی کا ارسال ہے جس کا معنیٰ ہے بھیجنا۔ کیوں کہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے اس معنیٰ میں کہ وہ نبی بن کر آتا ہے یہاں آ کر نہیں بنتا۔ بعض دلائل حسبِ ذیل ہیں:

بعض آیات و احادیث نیز اقوال میں متبادل کے طور پر "بُعِثَ" کی بہ جائے "ارسل" وارد ہوا ہے جو مانحن فیہ کی دلیل ہے مثلاً "وارسلنٰک للناس" نیز "ھوا لذی ارسل رسولہ" "ومارسلنامن فی قریۃمن نذیر" الآیۃوغیرھامن الآیات

مشہور ماہر لغت علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں بعث کا مادہ رسول سے متعلق ہوتو ارسال کا معنیٰ دیتا ہے۔ ولقدبعثنافی کل امۃ رسولا نحو "ارسلنا رسلنا" خلاصہ یہ کہ آیت میں بعثنا، ارسلنا کے معنیٰ میں ہے ﴿مفردات ص ۵۳، ۵۲ طبع کراچی﴾

علامہ ابن الاثیر ایک حدیث کے الفاظ "بعیثک" کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ای مبعوثک الذی بعثہ الی الخلق ای ارسلتہ"

﴿النہایۃ ج ۱ ص ۱۳۸ طبع ایران﴾

معروف متکلم علامہ قاضی عضدالدین شافعی نے کتاب المواقف اور شیخ الاسلام حضرت میر سید حنفی نے اس کی شرح میں لکھا ہے: "ارسلتک" "کبعثتک" ملخصا

﴿ج ۸ ص ۲۱۸ طبع ایران﴾

علامہ خفاجی حنفی "البعث" کی بحث میں لکھتے ہیں: "و بمعنی ارسال الرسل وھوا لمرادھنا" ﴿شرح الشفاء ج ۱ ص ۱۴﴾

علامہ مناوی شافعی عبارت شمائل "بعثہ اللہ" کے تحت ارقام فرماتے ہیں: "ای ارسلہ اللہ

تعالیٰ" (شرح شمائل ج ۱ ص ۱۴ برھامش جمع الوسائل للعلامۃ القاری)

علامہ علی قاری حنفی الفاظ عبارت شفاء "وبعث" کا معنیٰ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ای ارسل اللہ (فیھم) اذ بعث فیھم (رسولاً) ای نبیا مرسلا امرہ تبلیغ الرسالۃ" (شرح الشفاء ج ۱ ص ۱۴)

غنیۃ الطالبین نیز سیرت حلبیہ (ج ۱ ص ۲۳۸ بہ حوالہ دمیاطی) اور فتاوٰی رضویہ شریف (ج ۴ ص ۶۵۸، ۶۴۸، طبع قدیم) میں ہے (اور تحقیقات ص ۳۹۷، ص ۳۶۸ میں استناداً منقول ہے) کہ سیدنا جبریل علیہ السلام ستائیس رجب کو رسالت اور پیغمبری لے کر آئے۔

نیز اعلیٰ حضرت مطلع القمرین کے آخر میں ص ۱۴۶ میں ارقام فرماتے ہیں: جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر غارِ حراشریف میں آیات اقرأ نازل اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی۔ الخ (تحقیقات ص ۳۹۵)

نیز امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت کے والد ماجد ارقام فرماتے ہیں: "اور مالک نے تم کو طرح طرح کی عنایت اور انواع تربیت کیساتھ پرورش کیا یہاں تک کہ مرتبۂ پیغمبری اور رسالت بخشا۔" نیز لکھتے ہیں: "جب آپ مشرف بہ رسالت ہوئے ابوبکر صدیق کو فرمایا: میں پیغمبر ہوا عرض کی میں ایمان لایا"۔ ملاحظہ ہو (الکلام الاوضح ص ۸۲۔ ۷۴ طبع لاہور)

علاوہ ازیں علامہ سعید اسعد صاحب کے پیشرو نے علامہ شیخ جمل علیہ الرحمۃ کی ایک طویل عبارت کے یہ الفاظ استناداً نقل کئے ہیں: "وارسل ثانیاً فی عالم الاجساد بعد بلوغہ اربعین سنۃ" نیز "وارسل مرتین الاولیٰ فی عالم الارواح للارواح۔

و الثانیۃ فی عالم الا جساد للا جساد"

ملاحظہ ہو ﷺ تحقیقات ص ۱۸۸ بہ حوالہ جواہر البحار ج ۲ ص ۳۷۳

نیز ص ۱۲۴ پر علامہ حلبی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "بعثہ اللہ تعالیٰ" اور ترجمہ یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ جب کہ ص ۱۵۶ پر امام ابن حجر مکی کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"ارسلہ اللہ تعالیٰ" اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا۔

مزید لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بالاجماع چالیس برس کی عمر شریف میں ہوئی پس جب موصوف نے مان لیا ہے کہ بعثت بہ معنیٰ ارسال ہے نیز یہ کہ بہ عمر چالیس برس بعثت پر اجماع تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ بعثت بہ معنیٰ ارسال پر اجماع ہے۔ وھو المقصود

خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث نیز اقوال ائمہ اور اسد صاحب کے مسلّمات کی رو سے بعثت بہ معنیٰ ارسال ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجیے کہ:

بعثت و رسالت پہلے سے وجود نبوت کی دلیل ہے :۔

مذکورہ نقول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعثت و رسالت اور ارسال نفسِ نبوت کے منافی نہیں بل کہ نبوت کے پہلے سے موجود ہونے کی دلیل ہیں۔ مزید نصوص لیجیے:

* اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران (آیت ۸۱) اور سورۂ احزاب (آیت ۷) میں فرمایا: "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین"، "واذ اخذنا من النبیین میثاقھم"

جن سے یہ خوب ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اس جہان میں اپنی شانِ نبوت کے اظہار سے قبل نبی تھے۔

* دوسری جگہ ان ہی کے متعلق ارشاد فرمایا: "وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی" (الحج ۵۲)

"ارسلنا" کے لفظوں سے ظاہر ہے کہ انہیں اس جہان میں بھیجا گیا، نبی پہلے سے تھے۔

* بالخصوص حضورِ اقدس ﷺ کے بارے میں فرمایا: "ثم جاء کم رسول" ﴿آل عمران ۸۱﴾

یعنی یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے پاس ایک نبی آئے گا بلکہ فرمایا ایک رسول آئے گا۔

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظِ بشارت میں "ومبشرا برسول" ہے "بنبی" نہیں۔ (الصّف ٦)

نیز آپ ﷺ سے فرمایا: "یاایھا النبی انا ارسلنک" اے نبی! ہم نے آپ کو مرسل و مبعوث فرمایا (یعنی بھیجا) ہے۔ ﴿احزاب ۴۵﴾

* نیز صحیح بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک دعا تعلیم فرمائی جس میں یہ الفاظ تھے: "ونبیک الذی ارسلت" یعنی میں تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے، پھر انہیں اس کے دہرانے کا حکم دیا۔ انہوں نے ان الفاظ کو یوں پڑھا "ورسولک الذی ارسلت" یعنی میں تیرے رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔ تو آپ نے انہیں ٹوکتے ہوئے ارشاد فرمایا "ونبیک" کہو جیسے تمہیں بتایا ہے۔ جس کی وجہ واضح ہے کہ "رسولک الذی ارسلت" کا یہ مطلب نکلتا تھا کہ چالیس سال کی عمر شریف میں اس دنیا میں ہونے والی بعثت سے پہلے آپ کی کوئی بعثت ہوئی جو خلافِ واقعہ ہے۔ جب کہ "ونبیک" کہنے میں یہ قباحت لازم نہیں آتی تھی اور اس حقیقت کی ترجمانی ہوتی تھی کہ آپ نبی پہلے سے تھے البتہ ارسال بعد میں ہوا۔

بل کہ بعض سلف نے تو اس حدیث کے تحت اس کی تصریح بھی فرمادی ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ

اس سے آپ ﷺ کا مقصود اسی امر کی طرف اشارہ فرمانا ہو۔
اعلیٰ حضرت کی مطلع القمرین کی عبارت ؎ جو ابھی پیش کی جا چکی ہے، اس ؎ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ آیات اقرأ کے نزول سے حضور ﷺ کو فضیلتِ نبوت ملی بل کہ یہ فرمایا کہ کہ فضیلتِ رسالت حاصل ہوئی کہ فضیلتِ نبوت کو حدیث کنت نبیا الخ کی رو سے پہلے سے حاصل تھی۔

* نیز حدیث میں ہے: "اول نبی ارسل نوح علیہ السلام" یعنی پہلے نبی جنہیں مبعوث فرمایا (اور بھیجا) گیا حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

؎ الجامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۱۱۲ بہ حوالہ ابن عساکر عن انس (ح) نیز کنوز الحقائق للمناوی ج ۱ ص ۸۹ بہ حوالہ "ط" ؎

اس کی تائید اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حسبِ ذیل عبارات سے بھی ہوتی ہے:۔

* "امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔"

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے فرمایا: "آپ ﷺ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔"

حدیث نبوی کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "میں تمام انبیاء کے بعد آیا"، "میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔"

حدیث قدسی کا ترجمہ کرتے ہوئے ارقام فرمایا: محمد ہی اول و آخر ہے۔" "اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔"

ملاحظہ ہو ؎ جزاء اللہ عدوہ ۸۱، ۸۲، ۸۳ طبع مکتبہ نبویہ لاہور ؎

* علاوہ ازیں ائمہ دین اور علماء اسلام کی وہ عبارات بھی اس کی دلیل ہیں جن میں یہ مصرح ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ سے نبی تھے یہاں تک کہ آپ کی بعثت ہوئی۔ نیز جن میں یہ تصریح ہے کہ حدیث کنت نبیا الخ اپنے حقیقی معنیٰ پر ہے چند عبارتیں بہ طور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

چناں چہ امام ابوبکر آجری شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: "ان نبیا محمدا ﷺ لم یزل نبیا من قبل خلق أدم (الیٰ) حتی اخرجه الله عزوجل من بطن امه (الیٰ) حتیٰ نزل علیه الوحی و امر بالرسالة وبعث الی الخلق کافة الی الانس و الجن بعث علیٰ رأسا اربعین سنة من مولده"

یعنی ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ زمانۂ قبل تخلیق آدم علیہ السلام سے علیہ السلام لے کر والدہ ماجدہ کے بطن پاک سے ظہور پزیر ہونے اور چالیس سال کی عمر شریف میں وحی جلی کے نازل اور مامور بالتبلیغ ہونے اور مبعوث فرمائے جانے تک تسلسل کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نبوت سے متصف رہے۔ ﴿کتاب الشریعۃ ص ۳۵۱ طبع بیروت﴾

شیخ کبیر حضرت عبدالکریم جیلی نے فرمایا: "لانه کان نبیا وهو فی الارحام و الاصلاب"
یعنی آپ ﷺ اپنے آباء اجداد کی پشتوں اور اپنی امہات وجدات کے پاک رحموں میں جلوہ گر ہونے کے زمانہ میں بھی نبی تھے۔

﴿جواہر البحار ج ۱ ص ۲۵۱﴾

امام ابوالشکور سالمی ﴿معاصر حضرت داتا صاحب﴾ نے فرمایا: لان النبی کان نبیا قبل البلوغ و قبل الوحی الخ"

نبی بلوغ اور وحی جلی کے نزول سے پہلے بھی ایسے ہی نبی ہوتا ہے جیسے بلوغ اور نزول وحی جلی کے بعد بہ دلیل و جعلنی نبیا ﴿التمہید ص ٦﴾

علامہ ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے "انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولد نبیا" آپ اپنی ولادت کے وقت بھی نبی تھے۔

﴿لطائف المعارف ص ١٢٣، ١٢٤﴾

* امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "حضور کا ارشاد کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد اپنے حقیقی معنیٰ پر ہے۔ (تجلی الیقین ص ١٠ طبع نوریہ لائل پور) اس طرح کی مزید بے شمار ائمہ و علماء شان کی تصریحات دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو فقیر کی کتاب ﴿مصلحانہ کاوش بہ جواب مخلصانہ کوشش ص ٦٨ تا ص ٧٩ مطبوعہ اگست ٢٠١٢ء نیز تنبیہات باب ہفتم﴾

خلاصہ یہ کہ نہ صرف سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام نبی پہلے سے ہیں جو بھیجے بعد میں گئے بناءً علیہ ختمِ نبوت ﴿اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے﴾ کا معنیٰ یہ نہیں کہ نفسِ نبوت سے آپ کو آخر میں متصف کیا گیا بل کہ اس کا معنیٰ صرف اور صرف یہ ہے کہ سب سے آخر میں آپ کو مبعوث و مرسل فرمایا گیا نیز یہ کہ بعثت و رسالت نفسِ نبوت کے منافی نہیں بل کہ پہلے سے نبوت کے پائے جانے کی دلیل ہے پس آپ نبی پہلے سے تھے بھیجے بعد میں گئے جس پر قرآن و سنت کے علاوہ بے شمار اکابر کی خصوصی تصریحات بھی

موجود ہیں۔

لہٰذا علامہ سعید اسعد صاحب کا حضور کے اول النبیین ہونے کو آپ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی سمجھنا قرآن وحدیث اور ائمہ اسلام وعلماء اہلِ سنت سے ہٹ کر ان کا محض خانہ زاد فیصلہ ہے جو سلف سے متصادم ہونے کے باعث واجب الرد ہے۔

اب تکمیلِ بحث کے لئے یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارا یہ مئوقف محض لفظی جوڑ توڑ کا نتیجہ نہیں بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اول النبیین اور آخر النبیین بہ یک وقت دونوں کا اطلاق بھی قرآن وحدیث کی صریح نصوص اور ائمہ وعلماء شان کے دوٹوک اقوال سے بھی ثابت ہے جس کے بہ قدرِ ضرورت کچھ حوالہ جات حسبِ ذیل ہیں۔

اول النبیین اور آخر النبیین کے اطلاق کا ثبوت:۔

* چناں چہ سورۂ احزاب کی آیت ۷ جس میں میثاقِ نبوت کا ذکر ہے، آپ علیہ السلام کا کرذکر دیگر انبیاء سے پہلے واقع ہے جس کی وجہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ: "کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث" یعنی آیت میں میرا ذکر پہلے اس لئے کہ میں بننے میں تمام نبیوں سے پہلے بھیجے جانے میں سب سے آخر میں ہوں۔

یہ حدیث تین صحابہ کرام حضرت ابوھریرۃ، حضرت ابی اور حضرت ابی مریم غسانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے ایک درجن سے زائد ائمہ ومحدثین نے مرفوعاً روایت کیا اور یہ معروف تابعی مفسر امام قتادہ سے بھی مرسلاً منقول ہے کئی ائمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور علامہ سعید اسعد صاحب کے پیشرو نے بھی اپنی کئی کتب میں اس سے استناد کیا ہے۔

اس سب کی با حوالہ جملہ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ تنبیہات باب سوم

* واقعہ معراج شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے، اللہ تعالیٰ نے شب معراج آپ ﷺ پر اپنی نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے براہ راست فرمایا: "جعلتک اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا" نیز "و جعلتک فاتحا و خاتما" یعنی محبوب! آپ پر میری نوازشوں سے یہ کہ میں نے آپ کو تخلیق میں تمام نبیوں سے اول اور بعثت میں سب سے آخری بنایا بل کہ میں نے صرف نبوت میں نہیں، ہر امر میں اول و آخر بنایا

﴿جزاء اللہ عدوہ، ۱۳، ۱۲ بہ حوالہ بیہقی وغیرہ بہ روایت حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ﴾

* مقتدائے اہل سنت حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی لاجواب کتاب مدارج النبوۃ شریف کو تبرکاً اسی مسئلہ سے شروع فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ آیت کریمہ ھو الاول والاخر الخ کا مضمون حمدِ الٰہی بھی ہے اور نعت رسالت پناہی بھی ہے۔ آپ ﷺ اوّل ہیں کہ آپ ایجاد اور نبوت میں سب سے پہلے ہیں اور آپ آخر ہیں کہ آپ کی بعثت و رسالت سب کے بعد ہوئی یعنی آپ کو بھیجا سب سے آخر میں گیا۔

(ج ۱ ص ۲)

* حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حضورِ اقدس ﷺ کا نور دکھایا۔ عرض کی مالک! یہ کون ہیں؟ فرمایا: "ھذا ابنک احمد ھو الاول و الاخر" یہ آپ کا بیٹا ہے جس کا ایک نام احمد ہے۔ یہ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔

﴿جزاء اللہ عدوہ، ۹ بہ حوالہ ابن عساکر بہ روایت حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ﴾

* ایک اور حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے آ کر مجھے یوں سلام کیا: "السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر الخ" نیز کہا "انت الاول و الاخر"۔

ان القاب سے سلام اور ملقب کرنے کی وجہ پوچھنے پر بتایا کہ میں نے یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے۔ حضور کا نام اول رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور آخر اس لئے کہ ظہور میں سب سے مئوخر اور آخر الامم کی طرف خاتم الانبیاء ہیں۔

ملاحظہ ہو ﴿تجلی الیقین ص ۹۱، ۹۲ نیز جزاء اللہ عدوہ ص ۳۶، ۳۷ بہ حوالہ تلمسانی بہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما﴾

* امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اپنی تالیفِ منیف جزاء اللہ عدوہ کے خطبہ میں فرماتے ہیں: "وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقاو آخرھم بعثا"

یعنی اللہ تعالیٰ حضور خاتم المرسلین پر درود بھیجے جو نبی بنائے جانے میں سب سے اول اور بھیجے جانے میں سب سے آخر ہیں۔ (ص ۵ طبع نبویہ لاہور)

نیز اسی (کے ص ۳۳) میں فرماتے ہیں:

وہی ہیں اول وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر
انہی سے عالم کی ابتداء ہے وہی رسولوں کی انتہاء ہیں

نوٹ: آپ کی کچھ عبارات اس سے پہلے والے عنوان کے تحت بھی گزر چکی ہیں جو عنوانِ ھذا کے تحت بھی آسکتی ہیں۔

* امامِ اہلِ سنت غزالئ زماں علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث انی عنداللہ خاتم النبیین الخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علمِ الٰہی میں مقدر تھا کیوں کہ علمِ الٰہی میں تو ہر چیز مقدر تھی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت اور ظہور دو الگ مرتبے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں ختمِ نبوت کے منصب پر اپنے حبیب حضور ﷺ کو فائز فرما دیا۔ بایں معنیٰ کہ سب نبیوں کے بعد اس کا سردار بن کر جانے والا یہی محبوب ہے اگر چہ جانے کا موقع ابھی نہ آیا ہو (الیٰ) منصب خاتم النبیین کا ثبوت پہلے سے تھا لیکن اس کا ظہور دنیا میں تشریف لانے کے بعد ہوا اس سے ایک اصول ظاہر ہو گیا کہ ثبوت کمال کے لئے اسی وقت ظہور لازم نہیں۔ اس لئے اہلِ سنت کا مسلک ہے کہ حضور ﷺ تمام کمالات محمدیہ کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئے لیکن ان کا ظہور اپنے اوقات میں حسبِ حکمت و مصلحت خداوندی ہوا (ملخصاً بلفظہ)

ملاحظہ ہو ﴿مقالات کاظمی ج ۱ ص ۶۰، ۶۱ طبع مکتبہ فریدیہ﴾

* خود علامہ سعید اسعد صاحب کے پیش رو (مصنف تحقیقات جن کی وکالت کے لئے موصوف خواہ مہ خواہ کمر بستہ ہوئے ہیں) بھی بڑی شدومد کے ساتھ جگہ جگہ اس سب کا اقرار کر چکے ہیں کہ "آپ ﷺ عالمِ ارواح میں واقعۃً بالفعل نبی، انبیاء و رسل اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے مربّی و فیض رساں خاتم النبیین کے منصب پر فائز تھے محض علمِ الٰہی کے لحاظ

سے نہیں تھے۔ تاخیر مرتبہ ظہور میں ہے، مرتبۂ ثبوت میں نہیں ہے۔ ظہور بعد میں ہوا لیکن وجود پہلے تھا۔ خارج اور واقع میں آپ کا نور انور، روح اقدس اور حقیقت محمدیہ اس صفتِ کمال سے موصوف و متصف تھی جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جائے، تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجنے کے بعد۔ دانہ بویا جاتا ہے، اس سے پودا اگتا ہے پھر اس پر خوشہ لگتا ہے اور اس میں وہی دانہ موجود ہوتا ہے یہی دانہ پہلے بھی ہے اصل بنیاد بھی۔ اور یہی دانہ اس پودے کی فرع بھی ہے۔

بہ ظاہر اول انبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں لیکن در حقیقت اول آپ ہیں، مبداء بھی آپ منتہیٰ بھی آپ۔ اور آپ نبی الانبیاء ہیں۔

ختم نبوت کا معنیٰ یہ ہے کہ عالمِ اجسام میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا'' (ملخصاً)

ملاحظہ ہو ﴿تنویر الابصار ص ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۷، ۲۹، ۳۳ وغیرھا مطبوعہ ۱۹۸۵ء نیز تحقیقات ص ۲۶ طبع دوم، نیز کوثر الخیرات ص ۶۰، ۶۱، ۶۴﴾

خلاصہ یہ کہ علامہ سعید اسعد صاحب کا یہ اعتراض نہایت درجہ غلط ہے۔ معیاری، ٹھوس اور ناقابلِ تردید دلائل کی رو سے حضور کا شان نبوت میں اوّل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے ہرگز منافی نہیں، آپ اول بھی ہیں آخر بھی ہیں۔ نبی ہونے میں اول اور تشریف لانے میں آخر ہیں جب کہ خاتم النبیین ہونے کے لئے بنیادی امر بھی سب سے آخر تشریف آوری اور ظہور کے اعتبار سے سب سے متاخر ہونا ہے۔ نبی پہلے بنایا جانا اس کے برخلاف نہیں۔ اور یہ ایسا مطلب ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ جبریل علیہ السلام جیسے

اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ تصریحات ائمہ وعلماء شان اس پر مستزاد ہیں۔ علامہ اسعد صاحب کے اقرار جس پر مزید ہیں۔

نوٹ:۔ اس سلسلہ کی کچھ دیگر عبارات علامہ سعید اسعد صاحب کی پیش کردہ عبارتوں کے جواب کے ضمن میں بھی آ رہی ہیں جیسے مولانا برخوردار ملتانی کی دوٹوک عبارت جو عبارت شرح العقائد کے جواب میں (وغیرہ)۔

تابوتِ اسعد میں آخری کیل:۔ علامہ سعید اسعد صاحب پھر بھی نہ مانیں تو امورِ ذیل کا جواب دیں۔

ا۔ آج سے ایک ڈیرھ سال پہلے تک ان کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدیم النبوۃ ہیں جو انہوں نے مجھے فون پر براہِ راست بتایا لیکن اب وہ اسے عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف اور مرزائیت و نانوتویت قرار دے رہے ہیں پس وہ بتائیں کہ کیا وہ پہلے مسلمان نہیں تھے، ان کی سابقہ ساری زندگی حالت کفر میں گزری ہے اور انہیں مسلمان بنے ہوئے صرف ایک ڈیڑھ سال ہوا ہے؟ اس دوران جو انہوں نے فرائض ادا ء کئے ہیں نمازیں وغیرہ پڑھائیں اور وہ جملہ امور جن کے لئے ایمان شرط ہے ان کا کیا بنے گا؟ نکاح کا مسئلہ بھی اس میں آئے گا۔

۲۔ اپنے اصل پیش رو (مصنف تحقیقات) اور مشیر و محرک خاص (ابنِ مصنف تحقیقات وغیرہ) پر بھی مرزائیت اور نانوتویت نیز عقیدہ ختمِ نبوت سے بغاوت کا فتوٰی جاری کریں کیوں کہ عالمِ ارواح میں حضور کی شانِ اولیت نبوت کے برحق، آپ کے بہ معنیٰ حقیقی اور فی الواقع بالفعل نبی ہونے کا اقرار کر چکے ہیں (حوالہ جات ابھی گزرے ہیں) نیز یہ بھی

بتائیں کہ کافر کو اپنا پیشوا ماننے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟

۳۔ علامہ سعید اسعد صاحب کے والد ماجد حضرت مفتی محمد امین مدظلہ نے لکھا ہے کہ وہ حضور کو قدیم النبوۃ مانتے ہیں نیز یہ کہ ان کے استاذ گرامی و شیخ کریم حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمہ اللہ کا بھی یہی عقیدہ تھا اور یہ کہ جو اس کا قائل نہیں وہ ان سے بری ہیں اگرچہ ان کی اولاد سے بھی ہو وہ ان کے سلسلے سے خارج ہیں۔ ﴿ان کی تحریر کا عکس رسالہ ھذا کے آخر میں دے دیا گیا ہے﴾

تو کیا وہ اپنا یہ ظالمانہ فتوٰی اپنے والد ماجد اور دادا استاذ پر بھی لگائیں گے؟؟؟

کیا علامہ سعید اسعد صاحب کا یہ اعتراض نادانستہ ہے؟

یہ نہیں کہا جا سکتا علامہ سعید اسعد صاحب کو اپنے اس اعتراض کے غلط ہونے کا علم نہ ہو یا انہیں یہ بات سمجھ نہ آ رہی ہو کیوں کہ وہ اس توجیہ کو قبول نہیں کریں گے۔

نیز عرصہ پہلے خصوصیت کے ساتھ ان کے اسی اعتراض کا مفصّل اور مدلّل جواب، فقیر ایک مستقل رسالہ کی شکل میں پیش کر کے انہیں پہنچوا چکا ہے جس کا کوئی جواب آج تک ہمیں نہیں ملا۔ ملاحظہ ہو:

﴿مسئلہ نبوت عند الشیخین ص ۲۵ تا ص ۳۳ طبع رحیم یار خان مطبوعہ جولائی ۲۰۱۲ء مطابق ۱۴۳۳ھ﴾

نیز ان کی ایک تحریر کا عکس ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں انہوں نے اپنے والد صاحب کو لکھتے ہوئے یہ اقرار کیا ہے کہ "مجھے یوں لگ رہا ہے کہ شاید مجھے مسئلہ سمجھنے میں کہیں نہ کہیں غلطی لگ رہی ہے" (محررہ مارچ ۲۰۱۳ء)

بناءً علیہ موصوف کا رسالہ کے ذریعے اپنے اس اعتراض کو پھیلانے کا اقدام قطعی طور پر عمداً اور جان بوجھ کر ہے جس سے واضح طور پر یہ اشارہ ملتا ہے کہ ان کے پیچھے ضرور کوئی خفیہ ہاتھ ہے ورنہ دلائل کا توڑ اور کم از کم ان کی صحیح توجیہ پیش کئے بغیر بلا وجہ بولے جانے، اپنی ہانکے جانے اور سنّی عوام کو پریشان کرنے کا کیا مطلب ہے؟

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تو لیجئے اب پڑھیے علامہ سعید اسعد صاحب کے پیش کردہ نام نہاد دلائل اور عبارات علماء سے دیے گئے **مغالطات کا ترکی بہ ترکی جواب**

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

پیش کردہ نام نہاد دلائل اور عبارات سے جواب:۔

عبارات کا اجمالی جواب:۔ پیش کردہ عبارات کا یہ مطلب کہ حضور کا اول النبیین ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے، بالکل غلط اور خودساختہ ہے۔ کیوں کہ ان سب عبارات میں حضور کے بعد کسی جدید نبی کی بعثت کی نفی کو بیان کیا گیا ہے جب کہ ان عبارات کے لکھنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہ معنیٰ حقیقی اول النبیین ہونے کے قائل ہیں کہ ان سے انکار ثابت نہیں ہے۔ تفصیل جواب کے ضمن میں آرہی ہے جو حاضر ہے۔

عبارت کا تفصیلی جواب:۔

تمہید میں پیش کردہ عبارت اعلیٰ حضرت سے جواب:۔

علامہ سعید اسعد صاحب نے ''ختمِ نبوت کی اہمیت'' کا عنوان دے کر شروع رسالہ میں لکھا ہے:۔

''سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملّت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا، فرض اجل و جزء ایقان ہے۔ اس کا منکر، شبہ کرنے والا قطعاً اجماعاً کافر، ملعون۔ جو اسے کافر نہ جانے، کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔ (ملخصاً)

﴿ختمِ نبوت ص ۳﴾

الجواب:۔ یہ عبارت ہمیں کچھ مضر نہیں کیوں کہ اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی غارِ حراء سے پہلے معاذ اللہ نبی نہ تھے جیسا کہ علامہ سعید اسعد صاحب کا دعویٰ ہے بل کہ یہ خود موصوف کے خلاف ہے کیوں کہ اس میں ختمِ نبوت کا معنٰی سب سے آخر میں نبوت سے متصف اور نفسِ نبوت کا عطاء کیا جانا قطعاً مذکور نہیں ہے بل کہ سب سے آخر میں مبعوث فرمایا جانا لکھا ہے جب کہ ہم ابھی ﴿گزشتہ صفحات میں﴾ دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ بعثت، نفسِ نبوت کے منافی نہیں بل کہ پہلے سے اس کے پائے جانے کی دلیل ہے۔ بناءً علیہ اس میں بیان کیا گیا، منکر کا حکمِ شرعی اس پر بھی متوجہ ہو رہا ہے جو ختمِ نبوت بہ معنٰی بعثت وارسال ہونے سے انکاری ہو جس میں پہلے نمبر پر خود اسعد صاحب ہی آتے ہیں۔

ولنعم ما قیل

ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اور سچ ہے وہ الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

عبارت صدر الافاضل و مفتی مظہر اللہ دہلوی علیہما الرحمۃ سے جواب:۔ ''ختم نبوت کا معنیٰ'' کے زیرِ عنوان حضرت صدرالافاضل اور حضرت مظہر اللہ دہلوی علیہما الرحمۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ''نبوت آپ پر ختم ہوگئی۔آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔'' ''حضور پچھلے نبی ہیں'' جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے ، وہ ختمِ نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔(ملخصاً)

﴿ختمِ نبوت ص ۴﴾

الجواب:۔ان عبارتوں میں نبوت بہ معنیٰ بعثت و رسالت اور نبی بہ معنیٰ نبی مبعوث ہے اور ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ بعثت و رسالت ، نفسِ نبوت کے منافی نہیں کہ تمام نبی پہلے سے نبی ہیں یہاں ان کی صرف بعثتیں ہوئیں۔نیز سیرت حلبیہ (ج ا ص ۲۳۳،ص ۲۳۸) کے حوالہ سے لکھ آئے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور پر رسالت لے کر آئے نیز انہوں نے نبوت کا لفظ لکھ کر اس کا معنیٰ رسالت لکھا ہے ان کے لفظ ہیں بالنبوۃ ای الرسالۃ۔

اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت بھی پیش کی جا چکی ہے کہ آیات اقرأ کے نزول سے حضور کو فضیلتِ رسالت حاصل ہوئی۔ نبی کے بہ معنیٰ ''نبی مبعوث'' ہونے کی وضاحت اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو سورۂ بقرۃ کی آیت ۸۹ کے تحت متعدد کتبِ تفسیر میں مرقوم ہے کہ حضور کی

تشریف آوری سے قبل کے زمانہ سے مسلمانانِ بنی اسرائیل آپ کے وسیلہ سے یوں دعا کرتے تھے۔ ''اللھم انصر نا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان'' ملاحظہ ہو علامہ سعید اسعد صاحب کے ہم پیالہ و ہم نوالہ مفتی غلام حسن لاہوری صاحب کی کتاب۔

﴿تقریری نکات ص ۲۷۵۔۲۷۴﴾

حضرت صدر الافاضل کی یہ عبارت بھی اسی کی مئوید ہے:۔

''سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لئے حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کام یاب ہوتے تھے''۔

﴿خزائن العرفان ص ۲۱ تحت آیت مذکورہ﴾

مزید دلیل یہ ہے کہ پیش کردہ عبارتیں آیت ختمِ نبوت کے تحت حضرت سیدنا روح اللہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربِ قیامت میں تشریف آوری کے حوالہ سے ختمِ نبوت پر وارد ہونے والے اعتراض کے جواب میں واقع ہیں جیسا کہ خود ان عبارات میں مصرح ہے اور علامہ سعید اسعد صاحب نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ جب کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہاں جس امر کی نفی مقصود ہے وہ نفس نبوت نہیں بل کہ آپ کا مبعوث کیا جانا ہے یعنی آپ اُس وقت بھی بہ دستور نبی ہوں گے البتہ آپ کی بعثت نہیں ہوگی اس پر روح المعانی اور سیفِ چشتیائی کی عبارات گزشتہ صفحات زیرِ عنوان ''تمام انبیاء علیہم السلام اب بھی نبی ہیں'' پیش کی جا چکی ہیں پس یہ عبارتیں خواسد صاحب کے خلاف ہیں ہمارے تو عین مطابق ہیں۔

مناظرِ اعظم علامہ اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے

جواب:۔ علامہ سعید اسعد صاحب حضرت مناظر اعظم علّامہ اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام روکھے سوکھے طریقہ سے لیتے ہوئے ان کی کتاب مقیاس النبوۃ ج ۲ ص ۲۶۲ کی یہ عبارت بھی پیش کی ہے کہ ''سب سے آخر نبوت آپ کو ہی ملی ہے آپ کے بعد کسی کو بھی نبوت نہیں مل سکتی۔'' ﴿ختم نبوت ۵﴾

الجواب:۔ اس عبارت میں بھی نبوت بہ معنیٰ بعثت ورسالت ہے کیوں کہ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے حوالہ سے ختم نبوت پر وارد ہونے والے اعتراض کے جواب میں واقع ہے جو ایک مرزائی کے جواب میں ہے جس میں چھانٹ کر کے موصوف اس کے من مانے الفاظ لائے ہیں۔ **فوا اسفا**

بناءً علیہ اس کے جواب میں بھی وہی تفصیل ہے جو حضرت صدر الافاضل اور حضرت مفتی مظہر اللہ علیہم الرحمۃ کی عبارات کے تحت گزری ہے۔

خود مناظر اعظم سے اس کی تشریح لیجئے۔ اسی مقیاس کے اسی جلد کے اسی صفحہ پر نیز ص ۲۶۳ پر بھی لکھا ہے کہ: ''یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے لئے کہا گیا (الیٰ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے نبی ہیں جو اپنی شریعت لے کر نہیں آئیں گے۔''

نیز اس کے ص ۲۵۸ کی اس عبارت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ: **''لا یوجد من یأمرہ اللہ سبحنہ بالتشریع علی الناس''**

نیز مختلف صفحات پر لکھا ہے: ''وہ پہلوں کے رسول رہے۔'' ''ہمارے لئے بہ حیثیت رسول

نہیں تشریف لاویں گے'' ''جھگڑا تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو رسالت مل سکتی ہے؟ نہیں ہر گز نہیں ممکن ہی نہیں'' ''ان کی نبوت و رسالت بعد از بعثت محمد مصطفی ﷺ چل نہیں سکتی''

''سابقہ نبی کا نبوت سے خلا بھی نہیں اور اجراء بھی نہیں''

ملاحظہ ہو ﴿مقیاسِ نبوت ج ۲ ص ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۸﴾

الغرض اس عبارت سے حضرت مناظرِ اعظم کا مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث کئے جانے کی نفی ہے اور وہ ان کے اس وقت بھی نفسِ نبوت سے متصف ہونے کے قائل ہیں۔ نبوت مصطفی ﷺ کی شان اولیت کی بحث ہی سرے سے اس میں نہیں۔

مزید یہ کہ حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضور سیدِ عالم ﷺ کے قدیم النبوۃ اور اول النبیین ہونے کے بڑی سختی سے قائل ہیں پس یہ ممکن ہی نہیں کہ جس امر کے وہ قائل ہوں اسی کی نفی کر کے خود کو معاذ اللہ احادیث نبویہ کا منکر ٹھہرائیں۔ چناں چہ حضرت اپنی ایک اور کتاب مقیاس النور میں ارقام فرماتے ہیں: ''معراج کی رات رب کریم نے براہِ راست مصطفی ﷺ کو فرمایا جعلتک اول النبیین خلقا و اخرھم بعثاً میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے بنایا اور سب کے اخیر میں مبعوث فرمایا اور بعثت سب انبیاء علیہم السلام کے بعد فرمائی (۴۱، ۴۲، ۴۵ طبع لاہور)

نیز اسی میں ص ۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو شبِ معراج ان الفاظ سے سلام کیا: السلام علیک یا اول السلام

علیک یا آخر الخ

نیز ص ۴۴ پر مرقوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جعلنی فاتحا و خاتماً" مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔

نیز مقیاس النبوۃ (ج ۲ ص ۷۔ ۱۰۔ ۱۱ وغیرھا) میں انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "نبی الانبیاء" اور "رسول الرسل" لکھا ہے۔

اس سے بھی ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے نبی اور رسولوں کے رسول تب ہو سکتے ہیں جب آپ ان سے پہلے بھی اور بہ معنیٰ حقیقی نبی بھی ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والحمدللہ

دیگر عبارات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سے جواب:۔

علامہ سعید اسعد صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بھی کچھ عبارات پیش کی ہیں تفصیل مع جواب حسبِ ذیل ہے۔

عبارت ۱ سے جواب:۔ فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰ ص ۶۷۶ خاص امیر المومنین کے بارے میں ہے کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے، میں جب سے نبی بنا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔ ﴿ختمِ نبوت ۵، ۶﴾

الجواب:۔ "نبی ہوا" میں نبی سے مراد "نبی مبعوث" ہے کیوں کہ آپ نفسِ نبوت سے متصف پہلے سے تھے۔ جس کی ایک دلیل امامِ اہلِ سنت کی وہ عبارت بھی ہے جس سے علامہ سعید اسعد صاحب نے اپنے اس رسالہ کا آغاز کیا ہے جس میں یہ مصرح ہے کہ

''ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا محال، باطل جاننا فرض اجل وجزِ ایقانی ہے۔'' ﴿ختمِ نبوت ۳﴾

نفس نبوت کی نفی مراد نہیں ہو سکتی کیوں کہ اعلیٰ حضرت حضور کے قدیم النبوۃ کے قائل ہیں۔ بعض عبارات ملاحظہ ہو۔

چناں چہ آپ ارقام فرماتے ہیں :۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بارے میں بتایا کہ آپ نبی ہوئے جب کہ آدم آب وگل میں تھے۔الخ

﴿تجلی الیقین ۹۱ نیز فتاویٰ رضویہ ج ۳ ۲۴۴ نیز الامن والعلی ۱۰۵﴾

* نیز لکھتے ہیں :۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی ''متی وجبت لک النبوۃ'' حضور کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا'' وآدم بین الروح والجسد'' جب کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔ جبل الحفظ امام عسقلانی نے فرمایا: ''سندہ قوی''

﴿تجلی الیقین ۱۸﴾

اسی میں ص ۱۰ پر فرمایا: ''حضور کا ارشاد کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد اپنے حقیقی معنیٰ پر ہے''۔

* نیز فرماتے ہیں: حضور کی رسالت زمانۂ بعثت سے مخصوص نہیں بل کہ اولین وآخرین سب کو حاوی ہے۔ ''جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔'' ''ہمارے حضور سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت زمانۂ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل اور حضور کا ارشاد

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد اپنے حقیقی معنیٰ پر ہے۔"

اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسراء تمام انبیاء مرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روزِ نشور ہوگا جب حضور کے زیرِ لواء آدم ومن سواء کافہ رسل وانبیاء ہوں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل الاصول ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں۔ امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیار و رسل کو اس سید الکل سے۔ امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ۔

﴿تجلی الیقین ۱۰، ۱۸، فتاوٰی رضویہ ج ۳۰ ص ۱۳۰، ۱۳۸، ۱۴۹، ۱۵۰﴾

* نیز رقم طراز ہیں: تمام انبیاء ومرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔

﴿فتاوٰی رضویہ ج۹ ص ۱۲﴾

* نیز اعلیٰ حضرت کی پسند فرمودہ اور مصدقہ کتاب بہارِ شریعت ج ۱ ص ۱۶ میں ہے سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصبِ اعظم ان کو دیا گیا۔

نیز اسی میں (ج ۱ حصہ ۱ ص ۱۰ میں) "جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔"

نیز المعتقد حضرت علامہ بدایونی نے میں حضرت علامہ ابوالشکور سالمی کے حوالہ سے لکھا ہے
جو نبی سے زوال نبوت کو جائز کہے وہ کافر ہے۔
اعلیٰ حضرت نے اس کے حاشیہ المستند میں اسے رد فرمانے کی بجائے برقرار رکھا ہے۔
ملاحظہ ہو ص ١٧ خود فرماتے ہیں: حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ السلام رسالت سے معزول ہوں گے (الیٰ) وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے۔"

﴿فتاوٰی رضویہ ج ٩ ص ١٢ طبع کراچی﴾

* حدائقِ بخشش میں فرمایا: ع

ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام　　ام البشر عروس انہی کے پسر کی ہے

پہلے سجدے پر روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

* قمر التمام ﴿ص ٦ نفی الفیٔ ١٩﴾ میں فرماتے ہیں: جب وہ جانِ راحت، کان رافت پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور "رب ھب لی امتی" فرمایا خلاصہ یہ کہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدیم النبوۃ ہونے کے سختی سے قائل ہیں پس آپ کی اس سلسلہ کی دوٹوک تصریحات کے باوجود علامہ سعید اِسعد صاحب کا اعلیٰ حضرت کو اس کے برخلاف ہونے کا قائل بتانا ان کا خودساختہ مفہوم اور اعلیٰ حضرت پر شدید افتراء اور بہتان عظیم اور سفید جھوٹ ہے۔

عبارت ۲ سے جواب:۔ بہ حوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۷۴ لکھا ہے۔ حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے دجال، کذاب ہے" ﴿ختمِ نبوت ۶﴾

الجواب:۔ یہ عبارت اعلیٰ حضرت کی مذکورہ کتاب کے متن میں نہیں ہے، حاشیہ میں ہے جس کے ساتھ یہ وضاحت نہیں ہے کہ محشی کون ہے۔ بر تقدیرِ تسلیم اس کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کا یہ معنیٰ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے معاذ اللہ نبی نہ تھے۔ اس سے قطع نظر معنیٰ یہ ہے کہ اس دنیا میں حضور کی بعثت کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا عقیدہ رکھنے والا دجال اور کذاب ہے لہٰذا اسے اول النبیین ہونے کے منافی سمجھنا کم فہمی ہے۔

عبارت ۳ سے جواب:۔ فتاویٰ رضویہ شریف ﴿ج ۱۵ ص ۶۶۷﴾ میں درج ایک حدیث کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں عمارتِ نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں الخ ﴿ختمِ نبوت ۶﴾

الجواب:۔ یعنی اس عالم میں بعثت کے اعتبار سے، نفسِ نبوت سے متصف ہونے کے اعتبار سے نہیں کیوں کہ نبی بننے میں اول ہونا دیگر نصوص سے ثابت ہے جس پر خود اعلیٰ حضرت کی بھی تصریحات موجود ہیں جیسا کہ ابھی عبارت نمبر ا کے جواب میں با حوالہ گزرا ہے۔

یہ معنیٰ نہ کیا جائے تو اعلیٰ حضرت کی عبارات آپس میں متعارض ومتصادم ہو جائیں گی جو عقل ودیانت کے خلاف ہے۔

عبارت ۸ سے جواب:۔ فتاوٰی رضویہ شریف ﴿ج ۱۵ ص ۶۶۹﴾ کے حوالہ سے لکھا ہے! ''نبوت گئی، نبوت منقطع ہوئی جب سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔'' ﴿ختمِ نبوت ۷﴾

الجواب:۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے جو عبارات بالا کا ہے یعنی اس دنیا میں جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی کسی دوسرے کو نبوت نہیں مل سکتی۔ کمامرّ اٰنفاً

بالفاظ دیگر اس میں نبوت بہ معنیٰ رسالت ہے جو نفسِ نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی اس کی نفی مراد ہے۔ کیوں کہ اعلیٰ حضرت کی تصریحات موجود ہیں۔

چناں چہ آپ نے ستائیس ۲۷ رجب کے بارے میں واردشدہ ایک روایت کے الفاظ

''وھو الیوم الذی ھبط فیہ جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالرسالۃ''

کے اردو ترجمہ میں لکھا ہے۔ وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیغمبری لے کر نازل ہوئے۔

﴿فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۶۵۸ طبع قدیم، ج ۱۰ ص ۶۵۰ طبع جدید﴾

روایتِ ھذا میں ''رسالت'' کے لفظ ہیں جن کا ترجمہ آپ نے لفظ ''پیغمبری'' سے کیا ہے جو مانحن فیہ کی واضح دلیل ہے کہ آپ کی پیش کی گئی عبارت میں نبوت، رسالت کے معنیٰ میں ہے۔

اس سے بھی زیادہ واضح آپ کی ایک اور عبارت پڑھیے۔ فرماتے ہیں: جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غارِ حراء میں آیتیں اقرأ نازل اور حضور کو فضیلتِ رسالت حاصل ہوئی۔ الخ

ملاحظہ ہو ﴿مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ۱۴۵، ۱۴۶ طبع جامعہ اسلامیہ کھاریاں﴾

اقول: فضیلتِ رسالت کے حاصل ہونے کا مطلب، حکمِ تبلیغ کا ملنا ہے جو نفسِ نبوت کے منافی نہیں۔

بل کہ اس کے پہلے سے موجود ہونے کی دلیل ہے یعنی آپ نبی پہلے سے تھے حکمِ تبلیغ بعد میں ملا۔ اس کی تائید حضرت شیخ الاسلام میر سید رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ "فالرسول افضل بالوحی الخاص الذی فوق وحی النبوۃ"

خلاصہ یہ کہ مرتبۂ رسالت، مرتبۂ نبوت سے الگ ہے۔

﴿کتاب التعریفات ص ۹۶ ۳ طبع مصر و تہران﴾

نیز امام اہلِ سنت فخر الدین الرازی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت بھی اس کی خصوصی دلیل ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"کان فی مقام النبوۃ قبل الرسالۃ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبۂ رسالت پر جلوہ فرما ہونے (اور حکمِ تبلیغ کے آنے) سے پہلے، مقامِ نبوت پر فائز تھے۔

﴿شرح فقہ اکبر ص ۶۰ از علامہ علی القاری بہ حوالہ قونوی شرح عمدۃ النسفی﴾

اس سے یہ امر تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ علامہ سعید اسعد صاحب کتبِ اعلیٰ حضرت کا یا تو پورا مطالعہ نہیں رکھتے یا بھول بھلا چکے ہیں یا کلامِ امام کو سمجھنے کی ان میں صلاحیت ہی نہیں ہے یا پھر انہوں نے محض اپنا الو سیدھا کرنے اور مطلب برآری کے لئے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اور قرین قیاس بھی یہی ہے کیوں کہ پہلی تین وجوہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے پس آخری وجہ ہی متعین ہوئی۔ جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

عبارت شرح العقائد ﴿اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد ﷺ﴾ سے جواب:۔

ایک سوال اٹھانے کے بعد ﴿کہ نبی ﷺ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں تو پہلی اینٹ کون؟﴾ نبراس ص ۴۳۵ کے حوالہ سے جواب ا کے زیرِ عنوان علامہ سعید اسعد صاحب نے لکھا ہے:

حدیث میں ہے کہ "اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد" ﴿ختمِ نبوت ۷﴾

الجواب :۔ ا۔ النبراس حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی حنفی، چشتی، نظامی علیہ الرحمة کی تصنیف ہے جو شرح العقائد النسفیة للعلامہ التفتازانی کی شرح ہے۔

پس سنئے! پیش کردہ الفاظ شرح العقائد کے ہیں "نبراس کے نہیں" پھر اس میں بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ کوئی حدیث ہے بل کہ یہ عبارت متن ہے۔

علاوہ ازیں اس میں نقل کردہ الفاظ کے آخر میں صیغہ درود وسلام ﴿علیھما السلام﴾ بھی لکھا ہے جس کے نقل کرنے کی علامہ سعید اسعد صاحب کو توفیق نہیں ہوئی۔ نہ معلوم یہ کیسی سعادت مندی ہے۔

جب کہ یہ کسی طرح ان کے مفید مطلب بھی نہیں ہیں ان میں بعثت دنیویہ کا بیان ہے پس معنیٰ یہ ہوگا: "اول من بعث من الانبیاء الی الناس فی الدنیا سیدنا آدم علیہ السلام وآخرھم سیدنا محمد"

جو خارج از بحث ہے کیوں کہ بحث بعثت (اس دنیا میں بھیجے جانے) میں نہیں بل کہ نبی بننے

میں ہے کہ نبوت سے اتصاف کب ہوا تھا۔ الغرض عبارت غیر متعلق ہے۔ بعثتِ دنیویہ کے بیان میں ہونے کی دلیل وہ تمام آیات واحادیث ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے نبوت سے متصف کئے جانے کا ذکر ہے جس کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

نیز اعلیٰ حضرت کی وہ عبارت بھی اس کی دلیل ہے جس سے علامہ سعید اسعد صاحب نے رسالہ ھذا کا آغاز کیا ہے۔

نیز جواب ۲ میں علامہ سعید اسعد صاحب نے جو روایت ابی ذر رضی اللہ عنہ پیش کی ہے اس میں "اول الانبیاء" کی بجائے "اول الرسل آدم" علیہ السلام کے لفظ ہیں جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ عبارت شرح العقائد میں "الانبیاء" سے مراد "الانبیاء المبعوثون" ہیں کیوں کہ "الرسل" رسول کی جمع ہے جو "رسل" معنیٰ میں ہے جب کہ بعثت رسالت و ارسال کا مترادف اوران کا ہم معنیٰ ہے۔ (کماقدمرّ)

علاوہ ازیں اسی "النبراس" کے اسی صفحہ پر حاشیہ ۳ میں اس عبارت کا مطلب بھی لکھا ہے۔ محشی حضرت مولانا علامہ برخوردار بن علامہ عبدالرحیم ملتانی ہیں۔

چناں چہ اس میں ان کے لفظ ہیں۔ "قوله محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ يعني فی الظهور والا هو عليه السلام اول النبيين لحديث الاسراء جعلتک اول النبيين خلقا وآخرهم بعثا اخرجه البزار واحمد وغيرهما ولحديث كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد رواه الحاكم وصححه"

یعنی حضور کا آخری ہونا ظہور کے اعتبار سے ہے کیوں کہ آپ نبی بننے میں سب نبیوں سے

اول ہیں، جس کی ایک دلیل حدیثِ معراج شریف میں وارد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جعلتک الخ یعنی میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا مبعوث کئے جانے میں سب سے آخری بنایا جسے امام بزار اور امام احمد وغیرہما نے روایت کیا۔

دوسری دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے "کنت نبیاً" الخ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی معرض وجود میں نہ آئے تھے۔ اسے امام حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

اقول: یہ نہیں ہوسکتا کہ علامہ سعید اسعد صاحب نے یہ حاشیہ نہ پڑھا ہو کیوں کہ انہوں نے جس النبر اس کا نشان صفحہ دیا ہے وہ محشّٰی ہے۔ یعنی اس میں یہ حاشیہ موجود ہے پس اس کا جواب دینا تو کجا اسے ان کا ذکر تک نہ کرنا اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ مسئلہ ھذا میں ان کا یہ مئوقف تحقیقِ مسئلہ کی بنیاد پر نہیں ہرگز نہیں ہے بل کہ اس سے ان کی کھلی بغاوت کی بناء پر ہے ورنہ اس قدر واضح توجیہ وجیہ سے آنکھیں بند کر لینے کی وجہ آخر کیا ہے؟ اللہ خیر کرے۔

مزید یہ کہ علامہ سعد تفتازانی رحمہ اللہ ﴿صاحب شرح العقائد﴾ کا مقصد بھی حضور کی شانِ نبوت میں اول ہونے کی نفی کرنا نہیں ہوسکتا کیوں کہ آپ حضورِ اقدس ﷺ کے قدیم النبوۃ ہونے کے قائل ہیں۔

﴿کما فی تالیف منیف لہ آخر اعنی شرح المقاصد قد حققناہ فی التنبیہات فی جواب التحقیقات والحمد للہ﴾

روایت ابی ذر بہ حوالہ نوادر الاصول《اول الرسل آدم وآخرھم محمد ﷺ》سے جواب:۔

جواب ۲ کے زیرِ عنوان فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۵ ص ۶۶۷ کے حوالہ سے علامہ سعید اسعد صاحب نے نوادر الاصول للحکیم الترمذی کی یہ روایت ابی ذر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "**اول الرسل آدم و آخرھم محمد** ﷺ" سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد ﷺ"

《ختمِ نبوت ۷》

الجواب:۔ یہ قطعی طور پر ہماری دلیل ہے جو خوب واضح ہے کہ اس میں "الرسل" کے لفظ ہیں جو "رسول" کی جمع ہے جب کہ رسول بہ معنٰی مبعث و مرسل ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ بعثت و رسالت، نفسِ نبوت کے منافی نہیں بل کہ پہلے سے اس کے وجود کی دلیل ہے پس علامہ اسعد صاحب کا اسے اپنی دلیل سمجھنا ان کی سخت بھول ہے۔

نوٹ:۔ الجامع الصغیر للامام السیوطی ج ا ص ۱۱۱۲ الحکم عن ابن ابی ذر (ض)

روایت ابی ذر بحوالہ ابنِ کثیر سے جواب:۔

جواب نمبر ۳ کے زیرِ عنوان لکھا ہے کہ "تفسیر ابن کثیر نے متعدد اسنادوں سے بہ روایت حضرت ابوذر روایت کی فرماتے ہیں (الیٰ) میں نے عرض کیا پہلے نبی کون ہیں؟

فرمایا آدم علیہ السلام (الیٰ) تمام نبیوں میں پہلے نبی آدم علیہ السلام، آخری نبی۔۔۔۔۔

《ابنِ کثیر النسآء آیت ۱۶۳》(ملخصاً)《ختمِ نبوت ۷، ۸》

الجواب:۔ پیش کردہ روایت سنداً، متناً، روایۃً، درایۃً متکلم فیھا ہے۔

چناں چہ خود اسی تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے کہ ابنِ حبان نے اسے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم میں روایت کیا اور اس کے صحیح ہونے کا اشارہ دیا ہے۔ جب کہ ابن الجوزی نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اسے موضوعات میں رکھ کر اس کے راوی ابراھیم بن ھشام بن یحیی الغسانی کو متّہم بتایا ہے۔ آگے کہا ہے: ''ولا شک انه قد تکلم فیه غیر واحد من ائمة الجرح و التعدیل من اجل ھذا الحدیث''، یعنی اس کے متّہم ہونے کی بحث سے قطع نظر اس کی اسی روایت کی وجہ سے متعدد ائمہ جرح و تعدیل کے حسب بیان اس کا متکلم فیہ ہونا بالکل پکی بات ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۵، ۵۸۶﴾

علاوہ ازیں اس کے متن میں انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی تحدید مذکور ہے کہ کُل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار اور رسول تین سو تیرہ (۳۱۳) ہیں۔ جو علامہ سعید اسعد صاحب نے بھی ذکر کی ہے۔ (ملاحظہ ہو ختمِ نبوت ۷) جو دوسری متعدد روایات سے متصادم ہے جو اسی تفسیر ابنِ کثیر میں بھی موجود ہیں۔

چناں چہ ایک روایت میں نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار اور رسول تین سو پندرہ مذکور ہیں۔

﴿ابنِ کثیر ج ۱ ص ۵۸۶ بہ حوالہ ابن حاتم عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ﴾

ایک اور روایت میں ہے کہ کُل انبیاء آٹھ ہزار ہیں جن میں سے چار ہزار بنی اسرائیل سے ہیں۔

﴿ابنِ کثیر ج ۱ ص ۵۸۵ بہ حوالہ ابویعلیٰ عن انس رضی اللہ عنہ﴾

ایک اور روایت میں ہے فرمایا: میں ایک ہزار انبیاء یا اس سے زیادہ کا خاتم ہوں۔

﴿ابنِ کثیر ج ا ص ۵۸۷ بہ حوالہ عبداللہ بن احمد عن ابی سعید بزار عن جابر رضی اللہ عنہ﴾

جب کہ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک کروڑ نبیوں یا زیادہ کا خاتم ہوں۔

﴿ابنِ کثیر ج ا ص ۸۷۵ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ بہ حوالہ الجزء الذی فیہ روایۃ ابی یعلی الموصلی رضی اللہ عنہ﴾

نیز ملاحظہ ہو النبراس مع شرح العقائد ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۵۰ اس میں ہے کہ بعض روایات میں دو لاکھ چوبیس ہزار کا عدد آیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ پیش کردہ روایت کا متن دیگر روایات سے متصادم ہے بناءً علیہ محققین نے تحدید کو خلاف احتیاط قرار دیتے ہوئے حد بندی کرنے سے منع فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر نبی کو نبی یا اس کے برعکس نبی کو غیر نبی کہنا لازم آجائے۔

ملاحظہ ہو ﴿شرح العقائد نیز علامہ سعید اسعد صاحب کی پسند کردہ کتاب النبر اس ص ۴۴۷ تا ۴۵۰ "والا ولیٰ ان لا یقتصر علی عدد" "وقد تقزران الا ختلاف یو جب التشکیک للتعارض" "ویحتمل مخالفۃ الواقع وھو عدالنبی من غیر الانبیاء او غیر النبی من الانبیاء"﴾

نوٹ:۔ روایت "اول الانبیاء آدم علیہ السلام" طبرانی اوسط میں بھی ہے مگر اس کا مدار ابن لھیعہ پر ہے جب کہ سب کو معلوم ہے کہ وہ ضعیف ہے چناں چہ محدث طبرانی اس کی اس روایت کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "تفرد بہ ابن اللھیۃ" یعنی ابن لھیۃ اس میں متفرد ہے۔

ملاحظہ ہو: ﴿المعجم الاوسط لابی القاسم سلیمان الطبرانی ۳۶۰ھ ح ۴۲۱۷ طبع دارالحرمین قاہرہ﴾

نوٹ: اس کی کاپی برادرعزیز مولانا ظفر رضوی ﴿حیدرآباد﴾ نے مہیا فرمائی۔ فجزاہ اللہ خیراً

جواب۵ ﴿نبی سے مراد نبیّ مبعوث ہے﴾ برتقدیرِ تسلیم اس روایت میں پہلے اور آخری نبی سے مراد نبی مبعوث ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ اس دنیا میں سب سے پہلے جس نبی کو مبعوث کیا گیا وہ آدم علیہ السلام ہیں۔ اور سب سے آخر میں جن کی بعثت ہوئی وہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جب کہ بعثت نفسِ نبوت کے پہلے سے ہونے کے منافی نہیں بل کہ اس کے وجود کی دلیل ہے جس کی تفصیل بارہا گزرچکی ہے۔

اس کی ایک دلیل نوادرالاصول کی وہ روایت ہے جو علامہ سعید اسعد صاحب نے اپنے جواب ۲ میں پیش کی ہے اور جس میں "اول الرسل آدم علیہ السلام" کے لفظ ہیں۔

علاوہ ازیں یہ الفاظ کتاب الشریعۃ للآجری میں بھی ہیں ملاحظہ ہو:

﴿ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۶﴾

نیز اسی میں اور ابن مردویہ میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: "انبی مرسل" کیا آدم علیہ السلام "نبی مرسل" (اور نبی مبعوث) ہیں؟ فرمایا نعم: جی ہاں۔

ملاحظہ ہو ﴿ابنِ کثیر ج ۱ ص ۵۸۵﴾

جوابٴ ﴿ابن کثیر سرکار ﷺ کے قدیم النبوۃ ہونے کے قائل ہیں﴾

ابنِ کثیر نہ صرف سیدِ عالم ﷺ بل کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے قدیم النبوۃ ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ کی قرآن وسنت کی نصوص بھی استناداً اپنی کتب میں درج کی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے متعلق واردشدہ آیات واحادیث کے مجموعہ پر "کتاب مبعث رسول اللہ ﷺ وسلم تسلیما کثیراً" کا عنوان بھی قائم کیا ہے۔

ملاحظہ ہو ﴿البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۷۱، ۲۷۲ طبع دارلفکر بیروت ۱۹۹۷ء﴾

"کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد" "نیز بین خلق آدم و نفخ الروح فیه" نیز کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث عن میسرۃ و ابی ھریرۃ و ابن عباس رضی اللہ عنھم به حواله احمد و دلائل ابن شاھین و بغوی نیز تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰-۱۹ طبع کراچی حدیثِ قدسی "جعلتک فاتحا و خاتماً" نیز جعلتک اول النبیین خلقاً و آخرھم بعثاً نیز حدیثِ نبوی جعلنی فاتحاً و خاتماً نیز تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۵ کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث به حواله بزار نیز تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۵ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۴۵ حدیث خصوا بمیثاق آخر من الرساله و النبوۃ مع آیت میثاق بحواله ابو جعفر الرازی ابن احمد ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن مردویه﴾

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:۔

علامہ سعید اسعد صاحب نے یہاں اوّل الانبیاء آدم علیہ السلام کی روایت کے حوالہ کے لئے تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ساتھ تفسیر نعیمی کا بھی نام لیا ہے جس سے موصوف نے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول النبیین ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

جو بالکل خلافِ واقعہ ہے کیوں کہ موصوف نے اپنے اس دعوی کی بنیاد اسی روایت کو بنایا ہے جب کہ وہ ان کی کسی طرح دلیل نہیں ہے کیوں کہ اس کا وہ مطلب ہی نہیں ہے جو انہوں نے سمجھا ہے جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔ جب کہ علامہ نعیمی نے بھی اس کا وہ مطلب نہیں لکھا وہ اس روایت کو محض مسئلہ تعداد انبیاء علیہم السلام کے لئے لائے ہیں۔

علاوہ ازیں حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ علامہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدیم النبوۃ ہونے کے سختی سے قائل ہیں۔ جسے انہوں نے اپنی کئی کتب میں نہایت درجہ واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ حتّٰی کہ علامہ سعید اسعد صاحب نے تفسیرِ نعیمی کی جس جلد کا حوالہ دے کر عوام کو مغالطہ دیا ہے اس میں بھی اس کی صراحتیں موجود ہیں۔ چناں چہ سورۂ نساء کی آیت ۱۷۰ کے تحت انہوں نے لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ بن کر یہاں آئے ہم یہاں بننے کو آئے وہ سب کچھ بن کر دوسروں کو بنانے آئے۔

﴿تفسیر نعیمی ج ۶ ص ۱۰۸ طبع نعیمی کتب خانہ گجرات﴾

نیز اسی میں ۱۱۲، ۱۱۳ پر لکھا ہے: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری خدائی کے دائمی رسول اور نبی ہیں

دکسی خاص قوم خاص ملک خاص وقت کے لئے ہی نہیں" نیز اسی (جلد ۶ کے ۲۹۴ میں لکھا ہے: "حضور ﷺ دنیا میں آکر رسول نہ بنے بل کہ رسول بن کر دنیا میں آئے (الیٰ) چالیس سال کی عمر شریف میں رسالت کا ظہور ہوا نہ کہ رسالت کا وجود جیسے آج چھ بجے گجرات پر سورج کا طلوع ہو تو آفتاب کی ساری صفات پہلے سے موجود ہیں، گجرات پر ظہور چھ بجے ہے۔ الخ

نیز اس کی ج ص ۷ ۶۰ میں لکھا ہے: حضور کے لئے نبوت ایسی لازم ہے جیسے سورج کے لئے روشنی یا آگ کے لئے گرمی۔ حضور ہر حال میں نبی ہیں بل کہ حضرت حلیمہ کی گود میں جناب آمنہ کے شکم میں نبی ہیں بل کہ عالمِ ارواح میں نبی ہیں۔

چالیس سال کی عمر شریف میں اعلانِ نبوت فرمایا۔ نبوت اور اعلان نبوت، اظہارِ نبوت میں فرق ہے۔ نیز اس جیسے متعدد حوالہ جات کے لئے ملاحظہ ہو: مصلحانہ کاوش ص ۹۱ تا ۹۳ مئولفہ راقم السطور

نوٹ :۔ تفسیرِ نعیمی کی پیش کردہ عبارت سورۃ النسآء آیت ۱۶۴ ، ۱۶۵ کے تحت ہے۔ جب کہ علامہ سعید اسعد صاحب نے زیرِ آیت ۱۶۳ لکھا ہے۔ جس سے قرآن پر ان کی نظرِ عمیق کا پتہ چلتا ہے۔

مسئلہ نبوت میں علامہ سعید اسعد صاحب کے والد ماجد حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ اور حضرت محدث اعظم پاکستان کا عقیدہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریم

اما بعد سید العالمین نبی الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کے متعلق فقیر کا وہی عقیدہ و نظریہ ہے جو کہ
سیدی اعلیٰحضرت امام اہلسنت بریلوی قدس سرہ [illegible]
سیدی و سندی محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد [illegible]
کا عقیدہ و نظریہ ہے کہ حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
اس وقت بھی نبی تھے جبکہ سیدنا آدم علیہ السلام
کی ابھی تخلیق نہ ہوئی تھی جیسا کہ خود سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کنت نبیا و آدم بین الروح
والجسد [illegible]

لہذا میرے احباب [illegible] جس کا عقیدہ
صحیح [illegible] ہوگا [illegible] کوئی تعلق نہیں ہوگا
[illegible] فقط واللہ تعالیٰ الموفق للصواب

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ
۹ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

علامہ سعید احمد اسعد کے حقیقی بھائی حضرت علامہ کریم سلطانی صاحب کی کتاب "عالم ارواح میں نبوت خیر الوریٰ" ﷺ سے چند اقتباسات:

اقتباس نمبر:۔ ا سورج کی روشنی میں حضور نبی رحمت فداہ ابی و امی ﷺ ۔ کی عالم ارواح کی نبوت کو چوری کرنے کی کوشش ہو رہی ہے آپ خاموش تماشائی بنے ہیں آپ کے فرض کا تقاضا ہے کہ آپ مالک کی ہر چیز کی حفاظت اور اس کا دفاع کریں ۔ ہاں مالک بڑا شفیق و غمگسار ہے وہ رحمۃ اللعالمین ہے ۔ فداہ ابی وامی ﷺ ۔ لیکن جب اس پر بے نیاز اللہ کی بے نیازی کا پرتو پڑتا ہے تو پھر اسے کسی کی پرواہ بھی نہیں ۔ اس ذات اقدس واطہر ۔ فداہ ابی وامی ﷺ ۔ کے ہاں چوکیداروں کی کمی نہیں ایک سے ایک بڑھ کر محافظ و چوکیدار ہے وہ اپنی چیزوں کی خود حفاظت کرنا جانتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ذرا سی غفلت سے مالکِ کونین ۔ فداہ ابی وامی ﷺ ۔ کی نظروں سے گر جاؤ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو پھر

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں ۔۔۔ دربدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

والا منظر لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھو گے ۔

العیاذ باللہ من ذالک ثم العیاذ باللہ من ذالک

﴿ عالمِ ارواح میں نبوتِ خیرالوریٰ ﷺ ص 395 مطبوعہ مکتبہ صبح نور جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء پیپلز کالونی فیصل آباد ﴾

اقتباس نمبر:۔ ۲ اے میرے پیارے بھائیو! اے حضور سیدنا نبی کریم فداہ ابی وامی ﷺ کے لاڈلے امتیو! ایمان بہت بڑی دولت ہے بلکہ سب سے بڑی دولت ہے اللہ تعالیٰ نے ان گنت لوگوں میں سے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایمان کی دولت نصیب فرمائی **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

ایمان کیا ہے سادہ لفظوں میں

انہیں مانا انہیں جانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ایمان صرف اور صرف حضور سیدنا نبی کریم۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ کی محبت والفت اور آپ کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے ہر ہر کلمہ کو حق اور سچ جاننا اور ماننا ہے۔

﴿ عالمِ ارواح میں نبوتِ خیر الوریٰ ﷺ ص395 مطبوعہ مکتبہ صبح نور جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء پیپلز کالونی فیصل آباد ﴾

اقتباس نمبر :۔۳ اے میرے بھائیو! اے حضور سیدنا نبی کریم۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ کے لاڈلے امتیو! اللہ کے محبوب۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ کے غلامو!

اگر کوئی آدمی چاہے جتنے بھی علم والا ہو جب حضور سیدنا نبی کریم۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ کی عالمِ ارواح کی نبوت کے خلاف کوئی دلیل دینا چاہے تو فوراً یہ کہہ کر اٹھ جایئے کہ ہم اپنے پیارے آقا و مولیٰ۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ کو بغیر دلیل کے اس وقت بھی نبی مانتے ہیں جب سیدنا آدم علیہ السلام کا وجود نہ بنا تھا۔

اے اللہ! اے ساری خدائی کے مالک! اے پروردگار!

یہ فتنوں اور آزمائشوں کا دور ہے رات بندہ مومن ہوتا ہے تو صبح اس کا ایمان رخصت ہو چکا ہوتا ہے صبح مومن ہوتا ہے تو رات آنے تک وہ ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ تجھے تیری عظمت و بزرگی کا واسطہ! تجھے تیرے فضل و کرم کا واسطہ! تجھے تیرے محبوب کریم کی ہر ادائے دلربا کا واسطہ! ان کے جسد اطہر کے ہر خدوخال کا واسطہ۔ فداہ ابی وامی ﷺ۔ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمانا۔ ہمیں مرتے دم تک حضور فداہ ابی وامی ﷺ۔ کی عالم ارواح کی نبوت پر یقین و ایمان سے سرفراز رکھنا۔

﴿ عالمِ ارواح میں نبوتِ خیر الوریٰ ﷺ ص395 مطبوعہ مکتبہ صبح نور جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء پیپلز کالونی فیصل آباد ﴾

علامہ سعید احمد اسعد کے حقیقی بھائی حضرت علامہ حبیب امجد صاحب کی کتاب "نبی اکرم ﷺ پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں" سے چند اقتباسات:

اقتباس نمبر ۱: اس بندہ خدا نے جب تخلیق کے وقت عنداللہ اول نبی مان لیا اور یہ بھی مان لیا کہ جو نبی کریم ﷺ کو پہلا نبی نہیں مانتا وہ غلطی پر ہے تو ختمِ نبوت کے اس معنیٰ کو تسلیم نہ کر کے وہی غلطی کیوں کی اور اپنا اُخروی نقصان کیوں کیا۔ خود قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیر ان کیوں بنا۔ اور جنہوں نے یہ عقیدہ بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی ہیں۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی رضی اللہ عنہ۔ محدث پاکستان رضی اللہ عنہ۔ کو وہ اپنا امام مان کر کافر بین الکافر جلی الکفر ان کیوں بنا۔ لوگوں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کیوں نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگان دین نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق اور سچ ہے لیکن نئی جھوٹی شریعت گھڑنے والے کی مراد غلط ہے۔ اس کے دماغ نے یہ گھڑا ہے کہ جو آدمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی شان ختمِ نبوت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ حالانکہ سچا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں کیونکہ اس عقیدہ کو اللہ نے بھی بیان فرمایا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو فرمایا و جعلتک اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا ﴿ دلائل النبوۃ للبیھقی ص ۴۰۹ ﴾ اور میں نے تخلیق کے اعتبار سے آپکو پہلا نبی بنایا اور دنیا میں بھیجے جانے کے اعتبار سے آپکو آخری نبی بنایا۔ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا: کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث ﴿ کنز العمال ج ۱۱ حدیث 32126 ﴾ میں تخلیق کے اعتبار سے پہلا نبی ہوں اور دنیا میں بھیجے جانے کے اعتبار سے آخری نبی ہوں۔

﴿ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں ص 17 رحمانیہ ٹاؤن فیصل آباد ﴾

اقتباس نمبر ۲: اور اس بندہ خدا نے ظلم پر ظلم یہ کیا کہ ایمان والوں کو مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دار العلوم دیو بند کے ساتھ ملایا حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو اس دنیا میں نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے۔ وہ بندہ خدا اتنی تو شرم کرتا کہ اپنے اکابر کو مرزا غلام احمد قادیانی اور بانی دار العلوم دیو بند کے ساتھ تو نہ ملاتا۔

﴿ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں ص 17 رحمانیہ ٹاؤن فیصل آباد ﴾

اقتباس نمبر ۳: خلاصہ یہ ہے کہ یہ بندہ خدائی شریعت گھڑنے کا مجرم، دشمنان خدا جل جلالہ و رسول ﷺ کی بولی بولنے کا مجرم، ان کو تقویت دینے کا مجرم، قرآن پاک اور حدیث پاک کا مطلب غلط بیان کرنے کا مجرم، مومنوں کو کافر سمجھنے کا مجرم، ختم نبوت کے محافظوں کو ختم نبوت سے غداری کرنے والے سے ملانے کا مجرم، اپنے والد پر بہتان باندھنے کا مجرم، اس پر توبہ فرض ہے کیونکہ نزع کا وقت طاری ہونے سے پہلے توبہ قبول ہے۔

﴿ نبی اکرم ﷺ پہلے نبی بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں 17 رحمانیہ ٹاؤن فیصل آباد ﴾